عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

# ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد ۳۳ | ۲۳ تا ۲۹ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ دسمبر ۲۰۱۲ء | شمارہ ۴۷

## سراج السالکین حضرت میاں سراج احمد دین پوری کی رحلت

# ڈاکٹر خالد محمود سومرو کی شہادت

## عالمِ اسلام کی ابتری کے اسباب

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

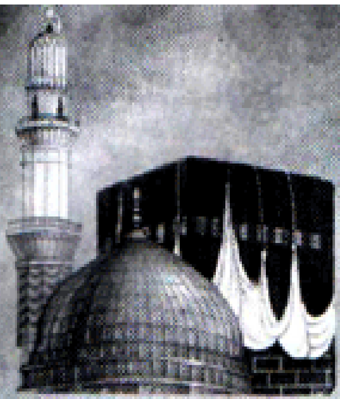

# آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

## تقسیم وراثت

عمران شیخ عظیمی، کراچی

س:...... میری بیوی سے کوئی اولاد نہیں، میرے دو سگے بھائیوں، اکلوتی بہن، ماں اور بیوی میں میری جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟ میں نے اپنی زندگی میں جو جائیداد اپنی اکلوتی بہن اور بیوی کے نام کردی ہیں، تقسیم یا بٹوارے میں وہ جائیداد بھی شامل ہوگی؟ میں اپنی مرضی سے اپنی جائیداد سے سب یا کچھ اپنی اکلوتی بہن کے نام مزید کرسکتا ہوں؟

ج:...... اگر آپ کی وفات کے وقت مذکورہ تمام ورثا زندہ رہیں تو اس صورت میں آپ کی ساری منقولی وغیر منقولی جائیداد میں سے آپ کی تکفین وتجہیز کے متوسط اخراجات نکالنے کے بعد مذکورہ ورثا کے علاوہ کسی غیر وارث کے لئے کوئی جائز وصیت کی ہو تو آپ کے کل مال کے ایک تہائی تک اسے نافذ کرنے کے بعد باقی تمام متروکہ جائیداد ساٹھ (۶۰) حصوں پر تقسیم کی جائے گی جس میں سے بیوہ کو پندرہ (۱۵) حصے، والدہ کو دس حصے، ہر ایک بھائی کو (۱۴) حصے جبکہ بہن کو سات حصے ملیں گے۔ اگر بالفرض آپ کا کل ترکہ ایک لاکھ روپے ہوگا تو اس میں سے ہر وارث کو مندرجہ ذیل حصہ ملے گا: بیوہ: پچیس ہزار روپے، والدہ: سولہ ہزار چھ سو چھیاسٹھ روپے چھیاسٹھ پیسے، ہر ایک بھائی کو تئیس ہزار تین سو تینتیس روپے تینتیس پیسے۔ واضح رہے کہ اصل مالک کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اپنی صحت میں اپنی ملکیت میں جس طرح چاہے تصرف کرسکتا ہے، بیچے یا کسی کو صدقہ کرے یا ہبہ (گفٹ) کرنا چاہے۔ الغرض ہر قسم کے جائز تصرف کرنے کا پورا پورا حق اس کو حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں آپ نے اپنی زندگی میں اپنے عزیز واقارب بہن وغیرہ کو جو کچھ دیدیا ہے یا مزید دینا چاہیں تو اس کا شرعاً آپ کو مکمل حق حاصل ہے۔ یہ آپ کی طرف سے ان کو ہبہ (گفٹ) ہے، لہٰذا اگر آپ اپنی زندگی میں ان کو اس کا مالک وقابض بنادیں تو وہ چیزیں ان کی ذاتی ملکیت بن جائیں گی، اس کے بعد ان پر کسی شخص کا دعویٰ کرنا درست نہ ہوگا اور نہ ہی آپ کے انتقال کے بعد وہ چیزیں تقسیم میراث کے دائرہ کار میں آئیں گی۔

س:...... میری جائیداد میں میرا شرعاً حق کیا ہے؟ اگر میری کوئی اولاد نہیں ہے تو کیا میں اپنی زندگی میں اپنا سب کچھ اپنی مرضی سے کسی ایک کو یا ایک سے زیادہ کو دے سکتا ہوں؟ میں اپنی کچھ جائیداد جس میں ایک میڈیکل ڈسپنسری شامل ہے، جہاں غریبوں کا مفت علاج کیا جاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری وفات کے بعد وہ میرے والد (مرحوم) والدہ، میری اکلوتی بہن، میرے اور میری بیوی کے لئے صدقہ جاریہ بنے تو اس کا قانوناً وشرعاً طریقہ کیا ہوگا؟ وضاحت کردیں کیا میں کسی کو اپنی جائیداد اپنی زندگی میں اس شرط پر دے سکتا ہوں کہ وہ اسے میری وفات کے بعد آگے فروخت نہیں کرے گا اور جو کاروبار یا رہائش اس میں میری اجازت سے ہے یا ہوگی اسے کوئی بے دخل نہیں کرے گا، کیا شریعت اس بات کی مجھے اجازت دیتی ہے؟ اور اس کاروبار سے جو منافع آتا ہے یا آئے گا، میرے منتخب کردہ فرد یا افراد کو ملے گا۔ میری وفات کے بعد اگر میری بیوی دوسری شادی کرلیتی ہے تو اس صورت میں کیا میری بیوی میری جائیداد میں حصہ کی حق دار رہے گی؟ میں جو اپنی وصیت اپنی زندگی میں اگر بنواتا ہوں اس کی شرعی حیثیت اور اہمیت واضح کردیجئے نیز میرے بعد ان تمام اثاثوں کو چلانے والا (ایڈمن) کے لئے شرعی حکم اور اس کے تقاضے کیا ہیں؟ (میرے بھتیجوں، بھانجوں، بھانجیوں کا حصہ کی بھی وضاحت فرمادیں)۔

ج:...... ڈسپنسری وغیرہ میں بہتر تو یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے وقف کردیں اور اس کے ثواب کا جس کے لئے آپ ایصال کرنا چاہیں اس کی نیت کرلیجئے، اگر اس سے کوئی بہتر صورت آپ کی سمجھ میں آرہی ہے تو اس کے مطابق بھی عمل کرسکتے ہیں، جہاں تک شوہر کے انتقال کے بعد بیوہ کے عقد ثانی (یعنی کسی دوسرے سے نکاح کرنا) کی بات ہے تو اس سے بیوہ مرحوم شوہر کے مال میں سے حق مہر یا وراثت سے محروم نہیں ہوتی، اسی طرح بھائیوں کی موجودگی میں بھتیجوں، بھانجوں، بھانجیوں کو وراثت میں حصہ نہیں ملے گا۔

واللہ اعلم بالصواب۔

# ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس


## مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری    صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی    مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد


جلد: ۳۳    ۲۳ تا ۲۹ رصفر المظفر ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ ردسمبر ۲۰۱۴ء    شمارہ: ۴۷


## سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

## مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

## نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

## مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

## معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

## قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

## سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

## تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان


## اس شمارے میں!


| | | |
|---|---|---|
| علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو کی شہادت! | ۴ | مولانا اللہ وسایا مدظلہ |
| حضرت مولانا میاں سراج احمد دین پوری کی رحلت | ۶ | ۔ ۔ ۔ ۔ |
| دوستوں اور بزرگوں کے غم میں! | ۸ | مولانا زاہد الراشدی |
| قائد اعظم کا پاکستان (۲) | ۹ | مولانا محمد صدیق مدظلہ |
| تہذیب نو کا نیا پیغام (۲) | ۱۱ | مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی |
| تحریک ختم نبوت..... آغاز سے کامیابی تک (۹) | ۱۳ | سعود ساحر |
| مرزا غلام احمد قادیانی..... ایک نفسیاتی تجزیہ | ۱۶ | پروفیسر ارشد جاوید |
| جناب محمد نذیر کی قبول اسلام کی سرگزشت (۷) | ۱۸ | منصور اصغر راجہ |
| مولانا شجاع آبادی کے دعوتی و تبلیغی اسفار | ۲۰ | ادارہ |
| عالم اسلام کی ابتری کے اسباب | ۲۳ | مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی |
| گیارہ عظیم عالمی شخصیات | ۲۵ | مولانا مفتی محمد زین العابدین |



## بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ



## زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.



رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199


ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری    مطبع: القادر پرنٹنگ پریس    طابع: سید شاہد حسین    مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

# علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومروؒ کی شہادت!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے ناظم اعلیٰ حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومروؒ ۲۹ رنومبر ۲۰۱۴ء فجر کی سنتوں میں بحالت سجدہ شہید کر دیئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

صوبہ سندھ کے بزرگ عالم دین اور نامور استاذ الاساتذہ حضرت مولانا علی محمد حقانی ﷫، بانی جامعہ اشاعۃ القرآن والحدیث لاڑکانہ کے صاحبزادوں میں ایک صاحبزادہ کا نام خالد محمود تھا۔ خالد محمود صاحب نے دینی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی اور پھر اسکول و کالج کی تعلیم کی راہ پر چلے اور بڑھتے چلے گئے۔ ''چانڈکا میڈیکل کالج لاڑکانہ'' سے ایم بی بی ایس کیا۔ آج اس مادی دور میں کیا یہ باور کرانا ممکن ہے کہ جب دنیا ایم بی ایس ڈاکٹر بننے کو ترستی ہے۔ آپ نے ڈاکٹری کا امتحان پاس کرنے کے باوجود دینی و تبلیغی خدمات کا راستہ اختیار کیا اور پھر دنیا کے ڈاکٹروں کو کیا عزت حاصل ہوگی جو دنیا پر دین کو مقدم کرنے کے صدقہ میں اللہ رب العزت نے ڈاکٹر خالد محمود سومرو کو نصیب فرمائی۔

ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے میدان خطابت میں قدم رکھا تو اپنے انداز خطابت کے بانی کہلائے۔ پہلے لاڑکانہ پھر سکھر ڈویژن، پھر اندرون سندھ، پھر پورے سندھ، پھر پاکستان، پھر دنیا میں اپنی خطابت کے بلند و بالا جھنڈے گاڑ دیئے۔ جہاں جاتے اپنے انداز خطابت سے لوگوں کے دلوں میں مقام پیدا کر لیتے۔ آپ کو قدرت نے ایسی خوبیوں سے نوازا تھا کہ آپ بجا طور پر ہر دلعزیز شخصیت بن گئے۔ جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے سیاسی کام کا آغاز کیا۔ پیر طریقت حضرت مولانا عبدالکریم بیر شریف ﷫، مولانا شاہ محمد امروٹی ﷫ اور حضرت مولانا سائیں محمد اسعد محمود ہالیجوی ﷫، حضرت مولانا سائیں عبدالغفور قاسمی ﷫ کی قیادت میں بڑھتے چلے گئے۔ پھر یہ وقت بھی آیا کہ کراچی سے اوباڑہ اور مٹھی سے لے کر بی تک جمعیت علماء اسلام کا دوسرا نام ڈاکٹر خالد محمود سومرو تھا۔ ڈاکٹر خالد محمود صاحب جمعیت علماء اسلام سندھ کے سیکریٹری جنرل بنے اور پھر قریباً ربع صدی تک بغیر وقفہ کے سندھ جمعیت کے سیکریٹری جنرل رہے۔ تمام خانقاہوں، مساجد، مدارس کا آپ کو اعتماد حاصل تھا۔ آپ کا اصلاحی تعلق حضرت مولانا عبدالکریم قریشی بیر شریف ﷫ سے تھا۔ انہوں نے خلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔ حضرت بیرؒ والوں کی وفات کے بعد آپ نے اصلاحی تعلق خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد ﷫ سے استوار کیا۔

اتنا فعال و متحرک عالم دین بہت کم لوگوں نے دیکھا ہوگا۔ اکثر اوقات چار پانچ جلسوں میں خطاب اور وہ بھی تفصیلی اور آخری تو معمول تھا۔ ہنگامی حالت میں یہ تعداد یومیہ دس دس جلسوں کے بیان تک پہنچتی تھی۔ اتنے مقدر کے بادشاہ تھے کہ جس میدان میں قدم رکھتے تو بس چھائی جاتے تھے۔ بلا مبالغہ آپ نے سندھ میں جمعیت علماء اسلام کو اپنی شبانہ روز محنت سے فعال طاقت بنا دیا تھا۔ آپ نے محترمہ بے نظیر بھٹو کے مقابلہ میں پانچ بار قومی اسمبلی کا لاڑکانہ سے الیکشن لڑا۔ دھن کے اتنے پکے تھے کہ کامیاب نہ ہوسکنے کے باوجود میدان کو خالی نہ کبھی چھوڑا اور نہ شکست تسلیم کی۔ برابر سر میدان رہے:

فتح و شکست تو مقدر ازل سے ہے اے میر
مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا

ڈاکٹر خالد محمود سومرو ایم آر ڈی کی تحریک میں گرفتار ہوئے تو آپ نے جیل میں مولانا غلام قادر پونر سے حدیث شریف اور دیگر علوم دینیہ کی تکمیل کی۔

بجا طور پر آپ دینی و دنیاوی اعلیٰ تعلیم کے حامل اور منتظم مزاج شخصیت تھے۔حق تعالیٰ کے کرم کو دیکھیں! برصغیر پاک و ہند عرب امارات، برطانیہ اور افریقہ تک آپ نے فریضہ تبلیغ ادا کیا۔

ایک بار حضرت مولانا خواجہ خان محمد ؒ کے توجہ دلانے پر حضرت مولانا عبدالکریم پیر شریف ؒ والوں نے ایک ہفتے کا اندرون سندھ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت ختم نبوت کانفرنسوں کا پروگرام ترتیب دیا۔اس کے لئے عالمی مجلس کے مبلغین کے پروگرام مولانا ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے ترتیب دیئے اور کانفرنسوں کی کامیابی کے لئے شب و روز ان کو متحرک رکھا۔ادھر جمعیت علماء اسلام کے تمام رفقاء کو جگہ جگہ ہر قریہ و شہر میں فعال کر دیا۔سکھر سے لے کر مٹھی اور جیکب آباد و شکارپور سے لے کر ٹھٹھہ تک پروگرام ہوئے۔مولانا عبدالغفور حقانی، مولانا احمد میاں حمادی، مولانا جمال اللہ الحسینی ؒ اور فقیر راقم پر مشتمل قافلہ حضرت ڈاکٹر صاحب کی قیادت میں چلا اور ایک ہفتہ میں یومیہ چار پانچ شہروں میں کنونشنوں، جلسوں اور کانفرنسوں سے اندرون سندھ وہ ماحول قائم ہوا کہ در و دیوار ختم نبوت کی فلک شگاف صداؤں سے گونج اٹھے۔ان پروگراموں کی کامیابی کا سہرا محترم ڈاکٹر خالد محمود صاحب کے سر ہے، جو یقیناً آپ کے لئے ذخیرہ آخرت ہے۔

جمعیت علماء اسلام کے آپ مرکزی ناظم انتخاب بنے تو اس عہدہ کی لاج رکھی۔جمعیت علماء اسلام کی صد سالہ خدمات علماء دیوبند کانفرنس پشاور کو آپ صف اول میں میدان میں رہ کر کامیاب کرانے میں شریک رہے۔اسلام زندہ باد کانفرنس سکھر و کراچی کی کامیابی آپ کی خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔آپ نے مدارس عربیہ کے حقوق کے تحفظ کے لئے صدا بلند کی تو پورے سندھ کو اسی تحریک میں صف اول میں لا کھڑا کیا۔

والد گرامی کے قائم کردہ مدرسہ کی تعمیر نو سے اسے فلک بوس بلڈنگ میں بدل دیا۔اس کی تعلیم کے درجات کو دورہ حدیث شریف تک کامیابی سے سرفراز کیا۔آپ کا خطاب جمعہ صرف لاڑکانہ میں نہیں پورے ملک کے کامیاب خطباء کے جمعہ میں صف اول میں نظر آتا تھا۔لائبریری اور جامع مسجد کی شاندار و مثالی تعمیر کو دیکھیں تو طبیعت عش عش کر اٹھتی ہے۔

ایک بار آپ سینیٹ آف پاکستان کے ممبر بنے تو اپنی خداداد صلاحیتوں سے پاکستان کی صف اول کی قیادت میں نمایاں مقام کے حامل قرار پائے۔ آپ کی للکار حق سے اقتدار کے ایوانوں میں ارتعاش کا سماں پیدا ہو جاتا تھا۔مولانا ڈاکٹر خالد محمود صاحب کے ساتھ برطانیہ، بھارت اور سندھ کے کئی عشروں پر محیط سفروں میں فقیر راقم کا ساتھ رہا، بلا مبالغہ وہ ایک عظیم انسان اور عظیم دوست تھے۔دیوبند میں خدمات شیخ الہند کانفرنس کے موقع پر سرزمین دیوبند کے باسیوں نے جس طرح آپ سے محبت کی اس کی یادوں سے ابھی تک دل و دماغ سرشار ہیں۔

۲۸ نومبر کو سکھر قاسم پارک میں پیام امن اور استحکام پاکستان کانفرنس میں آپ کا آخری بیان رات ایک بجے ختم ہوا۔سکھر کے گلشن اقبال پارک میں اپنے والد گرامی کی یاد میں جامعہ حقانیہ کے نام سے ادارہ تعمیر کروا رہے تھے۔بقیہ رات وہاں گزاری۔صبح نور کے تڑکے میں مسجد آ گئے۔باڈی گارڈز اور رفقاء کے آنے سے قبل ہی مسجد میں آئے۔سنتیں ادا کر رہے تھے کہ سجدہ کی حالت میں ڈبل کیبن گاڑی سے آنے والے قاتلوں نے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی اور ڈاکٹر صاحب حالت سجدہ میں "شہادت عظمیٰ" کے مقام پر فائز ہو گئے۔

امن کے داعی، استحکام پاکستان کے مبلغ و منادی کیا گئے کہ اب امن و استحکام بھی نوحہ کناں ہو گئے۔جن قوتوں نے جناب عمران خان اور طاہر القادری کو میدان میں اتارا۔وہ خوب جانتی ہیں کہ ان کے اس منصوبہ کو اکیلے قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن نے ناکام کیا۔وہ قوتیں اب جمعیت علماء اسلام کی قیادت کو راستے سے ہٹانے کے درپے ہیں۔مولانا فضل الرحمن صاحب پر ناکام قاتلانہ حملہ سے لے کر ڈاکٹر خالد محمود سومرو پر کامیاب قاتلانہ حملہ تک کی سازشی کڑیوں کو ملایا جائے تو کھرا ان قاتلوں تک جائے گا۔ان لوگوں سے مقابلہ کی حکومت تاب رکھتی ہے۔اس سوچ کی دعوت کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

# سراج السالکین

# حضرت مولانا میاں سراج احمد دین پوریؒ کی رحلت!

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

فقیر راقم مسلسل چوبیس گھنٹوں سے سفر کی حالت میں تھا۔ ۳ رصفر الخیر ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۶ رنومبر ۲۰۱۴ء بروز بدھ عصر کے بعد جھنگ ڈائیوواڈہ پر مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے رحیم یار خان سے اطلاع دی کہ سراج السالکین، حجۃ اللہ علی الارض حضرت میاں سراج احمد دین پوری انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

سندھ ضلع گھوٹکی کی معروف خانقاہ ''بھرچونڈی شریف'' کے بانی حضرت سید العارفین حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ان کا سلسلہ قادریہ بائیس واسطوں سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اور سلسلہ نقشبندیہ نو واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے جاملتا ہے۔ حضرت حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر خلفاء کے علاوہ دو خلیفہ تھے۔ حضرت سید تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خلیفہ میاں غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سید تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ نے امروٹ شریف میں خانقاہ قائم کی جو ''خانقاہ امروٹ شریف'' کے نام سے مرجع عالم ہے۔ جبکہ میاں خلیفہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''درگاہ عالیہ دین پور شریف'' میں قائم کی۔ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ سے مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تھر بیچانی شریف، مولانا صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ بانکی شریف اور حضرت مولانا حماد اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہالیجی شریف نے خلافت حاصل کی۔ جس سے یہ تین خانقاہیں بانکی شریف، ہالیجی شریف اور تھر بیچانی شریف وجود میں آئیں۔

حضرت مولانا میاں خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے یوں تو اور بھی خلفاء ہوں گے۔ البتہ دو خلفاء ایسے ہیں جو آسمان تصوف کے آفتاب و مہتاب تھے۔ ایک حضرت مولانا سائیں میاں عبدالہادی دین پوری رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (یادرہے کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بیک وقت میاں خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ اور سائیں سید تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے) حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے شیرانوالہ باغ لاہور میں خانقاہ قائم کی۔ جبکہ حضرت مولانا میاں عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد اور والد گرامی حضرت میاں خلیفہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین اور خانقاہ دین پور کے سجادہ نشین قرار پائے۔

حضرت مولانا میاں عبدالہادی دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ۱۹۲۱ء میں ایک صاحبزدہ پیدا ہوا۔ جن کا خود حضرت دادا ابو خلیفہ میاں غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''سراج احمد'' نام تجویز فرمایا۔ جو بعد میں سراج السالکین حضرت میاں سراج احمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے افق تصوف کے نیر تاباں ثابت ہوئے۔

حضرت مولانا میاں سراج احمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی دینی تعلیم خانقاہ دین پور شریف میں حاصل کی۔ پھر موضع مسن ودرخواست میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے اولین شاگردوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ پھر والد گرامی حضرت مولانا میاں عبدالہادی دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے دورہ تفسیر کیا اور ستائیس سال حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر شریعت وطریقت کے علوم پر دسترس حاصل کی اور درجہ کمال پر فائز ہوئے۔

حضرت میاں سراج احمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی مراجعت وطن کے بعد شاگردی اختیار کی اور فلسفہ شاہ ولی اللہ ان سے پڑھا اور ان کی تحریک پر انگریزی تعلیم میں بھی دسترس حاصل کی۔ غرض حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ ایسے ''مشائخ اربعہ'' کی صحبتوں نے آپ کو دینی ودنیوی اور شریعت وطریقت کے علوم کا شناور بنادیا۔

حضرت میاں سراج احمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کو بیک وقت اپنے والد حضرت مولانا میاں عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل تھی۔ یہاں پر ایک اضافی بات قارئین کی نذر نواز کرنا ضروری ہے کہ حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ بھی بیک وقت اپنے والد مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت میاں عبدالہادی دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔

اسی طرح حضرت میاں مسعود احمد دین پوری کو بھی بیک وقت اپنے دادا حضرت میاں

عبدالہادیؒ، والد گرامی حضرت میاں سراج احمد دین پوریؒ اور مولانا عبیداللہ انورؒ سے خلافت حاصل ہوئی اور حضرت مولانا محمد اجمل قادری بھی اپنے والد مولانا عبیداللہ انورؒ اور حضرت میاں مسعود احمد دین پوری کے خلیفہ مجاز ہیں۔

شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ نے دین پور سے حضرت میاں سراج احمدؒ نے شیرانوالہ سے مولانا عبیداللہ انورؒ نے دین پور سے میاں مسعود احمد نے شیرانوالہ سے اور پھر میاں محمد اجمل قادری نے دین پور سے فیض حاصل کیا۔ خدا کرے کہ دین پور اور شیرانوالہ کی خانقاہوں کا یہ احترام وربط اور تعلق خاطر آنے والی نسلوں کو بھی منتقل ہو۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز!

حضرت میاں سراج احمدؒ نے ۱۹۴۰ء میں جمعیت الانصار اور حزب اللہ کے پلیٹ فارم سے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کیا۔ قیام پاکستان کے بعد سے جمعیت علماء اسلام کے ساتھ وابستہ رہے۔ ایک وقت میں جمعیت علماء اسلام کے امیر مرکزیہ بھی رہے۔ ۱۹۷۷ء میں قومی اتحاد پلیٹ فارم سے نیشنل اسمبلی کا الیکشن بھی لڑا۔ ضیاء الحق کے زمانہ میں ایم آر ڈی تحریک کی قیادت بھی فرمائی اور یوں پھر حضرت شیخ الہندؒ وحضرت سندھیؒ کی نسبتوں کو بام عروج تک پہنچادیا۔ تحریک ہائے ختم نبوت میں صرف دعا گو ہی نہیں بلکہ پوری خانقاہ کے متوسلین کو ان تحریکوں کا ہراول دستہ بنادیا۔

آپ نے پاکستان پیپلز پارٹی میں بھی شمولیت اختیار کی۔ محترمہ بے نظیر بھٹو والد کی طرح نہ صرف آپ کا احترام کرتی تھیں بلکہ آپ کو ''باباسائیں'' کے نام سے یاد کرتی تھیں۔ بے نظیر بھٹو کے پہلے عہد اقتدار میں آپ وزیراعظم کے مشیر بنے اور وفاقی وزیر کے برابر آپ کو عہدہ دیا گیا۔ وزارت مذہبی امور آپ کے سپرد ہوا۔ اسی طرح رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین بھی رہے۔ غرض دینی وسیاسی اعتبار سے آپ نے قومی سطح پر ملک وقوم کی خدمات سرانجام دیں۔ فقیر نے یہ روایت خود خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ سے سنی کہ آپ کو حضرت میاں سراج احمد دین پوریؒ نے فرمایا کہ حضرت میں نے پیپلز پارٹی سے کیا لینا تھا۔ محض اس لئے قریب ہوا کہ پیپلز پارٹی میں آزاد خیال لوگوں کے تسلط کے سامنے پل باندھا جاسکے اور ظاہر ہے کہ تکوینی طور پر واقعی ایسے ہی ہوا کہ جب تک آپ رہے تو آپ ہی آپ تھے۔

حضرت میاں سراج احمدؒ کو اپنے والد حضرت میاں عبدالہادیؒ کی طرح جمعیت علماء اسلام و عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے اعلیٰ پیار کا ایک مقام حاصل تھا۔

آپ بہت ہی متواضع شخصیت کے حامل تھے۔ اتنے منکسر المزاج کہ اس وقت ڈھونڈنے سے بھی مثال پیش کرنا ممکن نہ ہو۔ اتنے بڑے عابد اور زاہد انسان تھے کہ دیگر معمولات کے علاوہ نصف صدی سے زائد عرصہ تک آپ کا یومیہ پندرہ پارے قرآن مجید پڑھنا معمول رہا۔ رحیم یار خان میں جب بھی ختم نبوت کانفرنس ہوتی صدارت فرماتے اور پورا وقت سٹیج کو رونق بخشتے۔ ہائے اب کہاں وہ باتیں صرف یادیں ہی رہ گئیں۔

ایک بار فقیر راقم رحیم یار خان کے مبلغ مولانا راشد مدنی کے ہمراہ کچھ اور ساتھیوں سمیت حاضر ہوا۔ گھر پر تھے۔ اطلاع ملنے پر پردہ کرایا۔ گھر بلایا۔ پلنگ پر بیٹھے تلاوت فرمارہے تھے۔ قرآن مجید بند کرکے ایک ہاتھ بطور نشانی کے قرآن مجید کے اندر رکھے رکھا۔ دوسرے ہاتھ سے مصافحہ فرمایا۔ فقیر نے دعا کے لئے عرض کیا کہ حضرت آپ کی دعاؤں کے لئے محتاج اور قلاش ہوں تو فرمایا کہ آپ کے لئے تو میں اللہ تعالیٰ سے جھولی پھیلا کر بھیک مانگتا رہتا ہوں۔ یہ الفاظ سرائیکی میں کچھ اس انداز سے فرمائے کہ بس فقیر کو تو اپنی نجات کی کرن نظر آنے لگی۔

حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ، حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ کے بعد حضرت میاں سراج احمد دین پوریؒ کا سانحہ وفات اتنا بڑا حادثہ ہے جو بھلانے سے بھی نہ بھلایا جاسکے گا۔ وہ کیا گئے خانقاہوں سے رونق ودرویشی ہی جاتی رہی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ اور مجلس کراچی کے امیر حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد اسحق ساقی، مولانا غلام رسول، حافظ محمد انس نے کی۔

آپ کا جنازہ اگلے دن دس بجے ہوا۔ جو آپ کے بڑے صاحبزادہ اور ہمارے مخدوم زادہ حضرت میاں مسعود احمد دین پوری سجادہ نشین خانقاہ عالیہ درگاہ دین پور شریف نے پڑھایا۔

''خدا رحمت کرے، عجب آزاد مرد تھا''

## ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: ''تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحت افراد کے بارے میں سوال ہوگا۔ مرد اپنے گھر والوں پر نگران ہے، عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد پر نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔''

# دوستوں اور بزرگوں کے غم میں!

مولانا زاہد الراشدی

۲۹ر نومبر کو دن کا آغاز دو غمناک خبروں سے ہوا۔ صبح نماز کے لئے نیند سے بیدار ہوا تو موبائل فون پر پہلا میسج یہ پڑھنے کو ملا کہ ہمارے پرانے دوست اور ساتھی حافظ خلیل الرحمن ضیاء کا انتقال ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جبکہ مدرسہ میں اسباق سے فارغ ہو کر دوبارہ موبائل کے میسج چیک کئے تو اس المناک خبر نے کلیجہ پکڑ لیا کہ جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے سیکریٹری جنرل ڈاکٹر خالد محمود سومرو کو صبح نماز فجر کے دوران نامعلوم افراد نے فائرنگ کرکے شہید کردیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ڈاکٹر خالد محمود سومرو جمعیت علماء اسلام کے سرکردہ اور بیدار مغز راہنماؤں میں سے تھے۔ سینیٹ آف پاکستان کے رکن رہے، ملک کے معروف خطبا میں ان کا شمار ہوتا تھا، ان کے والد محترم حضرت مولانا علی محمد حقانیؒ کا لاڑکانہ میں ڈوائی روڈ پر جامعہ صدیق اکبرؓ کے نام سے مدرسہ تھا اور جمعیت علماء اسلام کے سرکردہ حضرات میں شمار ہوتے تھے۔ مجھے متعدد بار ان کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ انہوں نے جامعہ صدیقیہ گوجرانوالہ میں استاذ العلماء حضرت مولانا قاضی شمس الدینؒ سے تعلیم حاصل کی تھی۔ اس حوالے سے وہ خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ ڈاکٹر خالد محمود سومرو دوران تعلیم جمعیت طلباء اسلام کے پلیٹ فارم پر سرگرم عمل رہے۔ پیر شریف کے حضرت مولانا عبدالکریم قریشیؒ سے ارادت کا تعلق تھا جو جمعیت علماء اسلام کے صاحب فکر راہنماؤں میں سے تھے اور اپنے وقت کے معروف روحانی پیشوا تھے۔

ڈاکٹر خالد محمود سومرو سندھ میں جمعیت علماء اسلام کے ترجمان اور علماء حق کی آواز سمجھے جاتے تھے اور ان کی خطابات کی گونج پاکستان کے طول وعرض کے ساتھ ساتھ لندن، دہلی اور دیوبند میں بھی بلند ہوتی رہی۔ مختلف اجتماعات، اسفار اور پروگراموں میں ان کے ساتھ رفاقت رہی، کچھ عرصہ قبل حضرت شیخ الہندؒ کے بارے میں دیوبند اور دہلی میں منعقد ہونے والے اجتماعات کے لئے جانے والے قافلے میں شریک تھے اور یہ چند روزہ سفری رفاقت ان کے ساتھ میری ملاقات کا آخری دور ثابت ہوئی۔ دیوبند اور دہلی کے اجتماعات میں ان کے خطابات کو توجہ اور شوق کے ساتھ سنا گیا۔ زندہ دل ساتھی تھے اور حق گو خطیب کی پہچان رکھتے تھے۔ سینیٹ آف پاکستان کے علاوہ مختلف نشریاتی اداروں کے پروگراموں میں حق اور اہل حق کی ترجمانی کی فرائض سرانجام دیتے رہے اور اسی حق گوئی پر گامزن رہتے ہوئے انہوں نے اپنی جان کا نذرانہ بھی پیش کردیا۔

حافظ خلیل الرحمن ضیاء گوجرانوالہ کے معروف صحافی تھے، جامعہ نصرۃ العلوم کے فاضل تھے، بلکہ میرے دورۂ حدیث کے ساتھی تھے۔ ان کے والد محترم مولانا نور الدین گوجرانوالہ کے ان گنے چنے لوگوں میں سے تھے، جنہیں پورے علاقے میں ولی سمجھا جاتا تھا اور وہ ولی ہی تھے کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے تلامذہ اور مریدین میں ان کو یہ امتیاز حاصل تھا کہ وہ ان کے ہاں بے تکلفی سے کھانا کھالیا کرتے تھے، حالانکہ حضرت لاہوریؒ کی سفر کے دوران کھانے پینے کے معاملے میں احتیاط سب دوستوں کو معلوم ہے، ہاتھ سے محنت مزدوری کرکے اپنا خرچہ چلاتے تھے اور ساری عمر لوگوں کو حضرت لاہوریؒ کی طرز پر قرآن کریم کا ترجمہ پڑھاتے اور مساجد میں درس دیتے ہوئے گزار دی۔ حافظ خلیل الرحمن ضیاء درس نظامی کی تعلیم سے میرے ساتھ فارغ ہوئے اور صحافت سے منسلک ہوگئے۔ ہفت روزہ نوائے گوجرانوالہ اور ہفت روزہ احباب کے ایڈیٹر رہے اور روزنامہ جنگ، وفاق اور اخبار جہاں کے رپورٹر کے طور پر ایک عرصہ تک خدمات انجام دیتے رہے۔ ان دنوں گوجرانوالہ میں پی ٹی وی کے نمائندہ خصوصی تھے۔ تراویح میں قرآن کریم سنانے کا معمول آخر تک قائم رکھا، اپنے گھر میں ہر سال اہتمام کرتے تھے اور ان کی ہمیشہ کوشش ہوتی تھی کہ ختم قرآن کریم کے موقع پر میں ضرور حاضری دوں، جس کا بہت دفعہ موقع حاصل ہوا۔

مخدوم العلماء حضرت مولانا میاں سراج احمد دین پوریؒ ہمارے بزرگوں میں سے تھے۔ ان کے بارے میں سرسری طور پر لکھنے سے خود میرے دل کو اطمینان نہیں ہوگا، اس لئے سردست صرف غم کے اظہار کے لئے صرف ان کی وفات کا تذکرہ کررہا ہوں۔ دین پور شریف کیا ہے اور ہمارے ان بزرگوں کا ملی اور قومی تاریخ میں کیا کردار رہا ہے؟ اس کے بارے میں مستقل طور پر لکھنے کو جی چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت دین پوریؒ، ڈاکٹر خالد محمود سومروؒ اور حافظ خلیل الرحمن ضیاءؒ کی مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازیں۔ آمین یا رب العالمین۔ (روزنامہ اسلام کراچی، ۳۰ر نومبر ۲۰۱۴ء)

# قائداعظم کا پاکستان!

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق مدظلہ

قسط:۲

**قائداعظم کی پاکستان بننے سے پہلے کی تقاریر:**

**پہلی تقریر:**...... علامہ اقبال کی پرزور دعوت پر قائداعظم لندن سے واپس آئے۔ تاکہ مسلمانوں کی قیادت کرسکیں۔ انہوں نے مولانا ظفر علی خان اور سردار عبدالرب نشتر کی موجودگی میں ایک نہایت ایمان افروز بیان دیا جو اس وقت ''مناظرہ کراچی'' میں شائع ہوا۔ بعد ازاں ''ندائے ملت لاہور'' نے اپنی اشاعت ۵ اپریل ۱۹۷۰ء میں بھی اسے نقل کیا اور ''زمیندار لاہور'' میں بھی شائع ہوا۔ جس سے نہ صرف آئندہ قائم ہونے والی مسلم ریاست کی نظریاتی حیثیت واضح ہوتی ہے۔ بلکہ مسلم ممالک پر مشتمل اسلامی بلاک کے قیام کے خواہش کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ: ''میں لندن میں امیرانہ زندگی بسر کررہا تھا۔ اب اسے چھوڑ کر انڈیا اس لیے آیا ہوں کہ لا الہ الا اللہ کی مملکت یعنی پاکستان کے قیام کے لیے کوشش کروں۔ میں لندن میں رہ کر سرمایہ داری کی حمایت کرتا تو سلطنت برطانیہ جو دنیا کی عظیم ترین سلطنت تھی۔ مجھے اعلیٰ سے اعلیٰ مناصب اور مراعات سے نوازتی۔ اگر میں روس چلا جاؤں یا کہیں بیٹھ کر سوشلزم، مارکیزم اور کمیونزم کی حمایت شروع کردوں تو مجھے بڑے سے بڑا اعزاز مل سکتا ہے اور دولت بھی۔ مگر علامہ اقبال کی دعوت پر میں نے دولت اور منصب دونوں کو تج کے انڈیا میں محدود آمدن کی دشوار زندگی بسر کرنا پسند کیا۔ تاکہ پاکستان وجود میں آئے۔ اس میں اسلامی قوانین کا بول بالا ہو۔ کیونکہ دنیا کی نجات اسلامی نظام میں ہی ہے۔ ذرا خیال فرمائیں! کہ اگر لا الہ الا اللہ پر مبنی حکومت قائم ہو جائے تو افغانستان، ایران، ترکی، اردن، بحرین، کویت، حجاز، عراق، فلسطین، شام، تیونس، مراکش، الجزائر اور مصر کے ساتھ مل کر کتنا عظیم الشان اسلامی بلاک بن سکتا ہے۔''

(اسلام اور انقلاب ص ۲۲۷ مؤلف: مفتی عبدالرحمن مرحوم)

**دوسری تقریر:**...... گیا بہار ریلوے اسٹیشن: ۱۱ جنوری ۱۹۳۸ء کو لاکھوں کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے کہا: آج عظیم الشان مجمع میں آپ نے مسلم لیگ کا جھنڈا لہرانے کا اعزاز بخشا ہے۔ آپ مسلم لیگ کو اسلام سے الگ نہیں کر سکتے۔ بہت سے لوگ ہمیں غلط سمجھتے ہیں جب ہم اسلام کا نام لیتے ہیں خصوصاً ہندو دوست، جب ہم کہتے ہیں یہ جھنڈا اسلام کا جھنڈا ہے تو وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم مذہب کو سیاست میں گھسیٹ رہے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس پر ہم فخر کرتے ہیں۔ اسلام ہمیں مکمل ضابطہ دیتا ہے۔ نہ صرف ایک مذہب ہے بلکہ اس میں قوانین، فلسفہ اور سیاست سب کچھ ہے۔ درحقیقت اس میں وہ سب کچھ موجود ہے جس کی ایک آدمی کو صبح و شام ضرورت ہوتی ہے۔ جب اسلام کا نام لیتے ہیں۔ اسے کامل لفظ دین کی حیثیت سے لیتے ہیں۔ ہمارا کوئی غلط مقصد نہیں۔ بلکہ ہمارے اسلامی ضابطہ کی بنیاد آزادی، عدل، مساوات اور اخوت پر ہے۔

**تیسری تقریر:**...... علی گڑھ میں جب ان سے پوچھا گیا تھا کہ پاکستان کا آئین کس طرح کا ہوگا؟ تو ان کا جواب تھا کہ میں کون ہوتا ہوں آئین دینے والا۔ ہمارا آئین وہی ہے جو ۱۳۰۰ برس پہلے ہمارے عظیم پیغمبر ﷺ نے دے دیا تھا۔ ہمیں تو صرف اس آئین کی پیروی کرتے ہوئے اس سے

## مثالی حکمراں

تمام دنیا کی تاریخ میں کوئی ایسا حکمراں دکھا سکتے ہو؟ جس کی معاشرت یہ ہو کہ قمیض میں دس دس پیوند لگے ہوں، کاندھے پر مشک رکھ کر غریب عورتوں کے یہاں پانی بھر آتا ہو، فرش خاک پر پڑا رہتا ہو، بازاروں میں پڑا پھرتا ہو، جہاں جاتا ہو جریدہ وتنہا چلا جاتا ہو، اونٹوں کے بدن پر اپنے ہاتھ سے تیل ملتا ہو، در و دربار، نقیب و چاؤش، حشم و خدم کے نام سے آشنا نہ ہو اور پھر یہ رعب وداب ہو کہ عرب وعجم اس کے نام سے لرزتے ہوں اور جس طرف رخ کرتا ہو زمین دہل جاتی ہو، سکندر و تیمور تیس تیس ہزار فوج رکاب میں لے کر نکلتے تھے جب ان کا رعب قائم ہوتا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے سفر شام میں سواری کے ایک اونٹ کے سوا اور کچھ نہ تھا، لیکن چاروں طرف غل پڑا ہوا تھا کہ مرکز عالم جنبش میں آ گیا ہے۔

علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ

اخذ کرتا ہے اور اس کی بنیاد پر اسلام کا عظیم نظام نافذ کرتا ہے۔ یہی پاکستان ہے۔

**چوتھی تقریر:**...... ایک موقع پر قائد اعظم نے اپنے تصور ریاست کو ان الفاظ میں واضح کیا:

''اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہئے کہ اس میں اطاعت اور وفاکیشی کا مرجع خدا کی ذات ہے جس کی تعمیل کا عملی ذریعہ قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے اور نہ پارلیمان کی، نہ کسی اور شخص یا ادارے کی۔ قرآن کریم کے احکام ہی سیاست اور معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کے حدود متعین کر سکتے ہیں۔ اسلامی حکومت دوسرے لفظوں میں قرآنی اصول اور احکام کی حکمرانی ہے۔'' (خطاب عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن ۱۹۴۱ء) نومبر ۱۹۴۵ء کے پیغام عید میں فرمایا:

''جب ہمارے پاس قرآن کریم ایسی مشعل ہدایت موجود ہے تو پھر ہم اس کی روشنی میں ان اختلافات کو کیوں نہیں مٹا سکتے۔''

**حیدر آباد دکن میں جلسہ سے خطاب**

۱۴ ر فروری ۱۹۴۶ء:

''اس میدان سیاست میں ہندو مسلمانوں کی جنگ ہو رہی ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں کون فتح یاب ہوگا؟ علم غیب تو خدا کو ہے۔ لیکن میں ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے علی الاعلان کہہ سکتا ہوں کہ:

''اگر ہم قرآن مجید کو اپنا آخری اور قطعی رہبر بنا کر صبر اور رضا پر کاربند ہوں اور اس ارشاد خداوندی کو بھی فراموش نہ کریں کہ ''تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں'' تو ہمیں دنیا کی کوئی طاقت یا کئی طاقتیں مل کر بھی مغلوب نہیں کر سکتیں۔ ہم تعداد میں کم ہونے کے باوجود فتح یاب ہوں گے اور اسی طرح فتح یاب ہوں گے جس طرح مٹھی بھر مسلمانوں نے ایران اور روم کی سلطنتوں کے تختے الٹ دیئے۔''

**پانچویں تقریر:**...... اگست ۱۹۴۷ء میں حیدر آباد دکن کے طلبہ سے اسلامی حکومت کے لوازم کے بارے میں سوال کیا گیا تو اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ: ''میں نے قرآن مجید اور قوانین اسلامیہ کے مطالعہ کرنے کی اپنے طور پر کوشش کی ہے۔ اس عظیم الشان کتاب کی تعلیمات میں ان کی زندگی کے سراب کے متعلق ہدایات موجود ہیں۔ زندگی کا روحانی پہلو ہو یا معاشرتی، سیاسی پہلو ہو یا معاشی۔ غرضیکہ کوئی شعبہ ایسا نہیں جو قرآنی تعلیمات کے احاطہ سے باہر ہو۔''

**مسلمانوں کے لئے الگ آزاد، خود مختار** مملکت کے حوالے سے قائد اعظم کے ذہن میں روز اول سے ایک واضح نقشہ تھا۔ (جاری ہے)

---

# ترتیبِ خلافت میں قدرتِ الٰہی کی کارفرمائی

آپ اس نظام نیابت کو دیکھیں جو ''خلافتِ راشدہ'' کے لقب سے مشہور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے سفر کرنے کے بعد جو شخصیتیں مسند خلافت پر آئیں اور پھر جس ترتیب کے ساتھ مسند خلافت پر متمکن ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے فرائض خلافت ادا کرنے کا جو موقع ان کو عطا فرمایا، یہ بالکل ''ذالک تقدیر العزیز العلیم '' کا مظہر ہے۔ اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی ترتیب اور ایسے نظام کے ساتھ چلایا کہ وہ اس کی رحمت واسعہ، اس کی حکمت بالغہ اور اس کی قوت قاہرہ کی ایک مثال ہے۔ دنیا کے مذاہب و ادیان اور اقوام و ملل اور فلسفۂ تاریخ پر نظر رکھنے والے مفکرین اگر کہیں جمع ہوں اور ان کو اس کا پورا اختیار دیا جائے کہ وہ اپنے تاریخی تجربہ اور مذاہب و ادیان اور اقوام و ملل کے اسباب زوال و ارتقاء کے مطالعہ کی مدد سے اس سے بہتر ترتیب قائم کریں تو میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں اور تاریخ اور فلسفۂ تاریخ کے ایک طالب علم اور خاص طور پر ادیان و ملل کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے فرد کی حیثیت سے پورے دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ اس سے بہتر ترتیب سوچ نہیں سکتے اور اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے، اکثر ایسا ہوا ہے کہ کوئی عہد گزر گیا ہے یا ملوک و سلاطین کا کوئی سلسلہ مکمل و مختتم ہو چکا ہے، کوئی سلسلہ حکومت یا شاہی خاندان اپنی مدت ختم کر چکا ہے، بعد میں فلسفۂ تاریخ پر نظر رکھنے والے جو لوگ آئے اور انہوں نے ان کی ترتیب پر اور اس ترتیب کے نتائج پر اور پھر ملک و معاشرہ پر پڑنے والے اس کے اثرات پر غور کیا تو ان کو کہیں نہ کہیں یہ کہنے کا موقع ضرور مل گیا کہ اگر ایسا ہوا ہوتا تو زیادہ بہتر تھا، فلاں کے بعد اگر فلاں آیا ہوتا تو زیادہ اچھا ہوتا، اگر وہ پہلے نمبر پر ہوتا تو زیادہ مفید ثابت ہوتا، اگر وہ دوسرے نمبر پر آیا ہوتا تو زیادہ بہتر ثابت ہوتا اور پھر جیسا کہ کسی کہنے والے نے کہا ہے کہ ایک حرف ''کاش'' ایسا ہے کہ مجھے سو جگہ لکھنا پڑا ہے: ''یک حرف کاشکیست کہ صد جا نوشتہ ایم'' وہ بھی سو جگہ لکھنے پر مجبور ہوتا کہ کاش ایسا ہوتا، کاش ویسا ہوتا، میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ صرف مسلمان ہی نہیں دنیا کی دوسری قوموں کے اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات اور مغربی اقوام کے بہترین مفکرین، تاریخ داں اور فلاسفہ اور بڑے بڑے مبصرین جمع ہو کر اسلام کے عہد اول کی تاریخ کا مطالعہ کریں اور ان کو آزاد چھوڑ دیا جائے اور کہہ دیا جائے کہ وہ اپنے ذہن و دماغ سے اور اپنے تاریخی مطالعہ کی روشنی میں اس دین کی حفاظت کرنے والوں اور اس کو دنیا میں پھیلانے والوں کا ایک چارٹ تیار کریں اور ایک نقشہ بنائیں کہ کس کو کس کے بعد آنا چاہئے تھا تو میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس سے بہتر چارٹ نہیں بنا سکتے۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

ملالہ کے لئے نوبل انعام

# تہذیب نو کا نیا پیغام

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی

گزشتہ سے پیوستہ

سرسید احمد خاں علی گڑھ کالج کی مجلس منتظمہ کے سیکریٹری تھے۔ انہوں نے کالج میں بیشتر اسٹاف یورپین رکھا تھا۔ کالج کا پرنسپل بھی انگریز ہی ہوا کرتا تھا۔ یہ بات بعض مخلص مسلمان سربراہوں کی نظر میں قابل اعتراض تھی۔ وہ نہیں سمجھ سکتے تھے کہ یورپین عیسائی مسلمانوں کی صحیح تربیت کیسے کرسکیں گے؟ بالخصوص پرنسپل بیک Back کی سرگرمیاں سرسید کے رفقاء کار کو قطعی ناپسند تھیں۔ چنانچہ جب ایک انگریز پروفیسر کو ہوسٹل کا سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا گیا تو اس کے خلاف شدید احتجاج ہوا۔ سرسید انگریزوں کی علمیت سے متاثر تھے۔ وہ یہ بھی سمجھتے تھے کہ یورپین اسٹاف علی گڑھ اور حکومت کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم کرانے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لئے وہ ہر قیمت پر یورپین اسٹاف کو راضی رکھنے پر تلے ہوئے تھے۔

(تاریخ پاکستان ص ۱۸۷)

قانون کی نظر میں مساوات کے مطالبے کے علاوہ معاشرتی انصاف پر بھی سرسید نے زور دیا اور اس کے لئے اپنی قوم (مسلمان) کو انگریز کے طور طریقے اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ (تاریخ پاکستان ص ۱۹۰)

برصغیر کا یہ ہونہار سپوت (سرسید احمد) ۱۷ اکتوبر ۱۸۱۷ء کو دہلی میں پیدا ہوا۔ یہ حسینی سید تھے۔ جوانی کے ابتدائی ایام تھے اور ان کے والد کا انتقال ہوگیا۔ گھر کی تمام ذمہ داری ان پر آن پڑی۔ یہ چاہتے تو مغل دربار میں اچھی ملازمت مل سکتی تھی لیکن ان کی رائے میں ملک کی مضبوط ترین حکومت انگریز کمپنی کی ہے اور یہی آخر کار قائم رہنے والی ہے، لہٰذا انہوں نے کمپنی کی ملازمت کو ترجیح دی۔

۱۸۷۷ء میں دو سال کے لئے سرسید کو امپیریل کونسل کا رکن نامزد کیا گیا۔ انگریز کے لئے انہی خدمات کی بدولت ۱۸۸۸ء میں سرسید کو حکومت برطانیہ کی طرف سے سر کا خطاب ملا۔ (اقتباسات از ''مذہب اسلام'' مصنف محمد نجم الغنی رامپوری ص:۹۴۳ تاریخ پاکستان مطبوعہ اسٹینڈرڈ بک ہاؤس اردو بازار لاہور)

سوچنے کی بات یہ ہے کہ انگریز نے اس کام کے لئے سرسید احمد خان کا انتخاب کیوں کیا؟ اس کو اور بھی بہت سے وفادار مل سکتے تھے۔ اگر غور کیا جائے تو انگریز کی دانش کی یہاں داد دینی پڑے گی۔ وہ اس طرح کہ دارالعلوم دیوبند کا قیام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ عمل میں لائے تھے۔ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا یہ اقدام آئندہ کی مسلمان نسلوں کی دینی تعلیم اور دینی اقدار بچانے کے لئے بہت بڑا کارنامہ تھا۔ انگریز نے بھی اپنی تعلیم کے لئے ایک ایسے شخص کو آگے بڑھایا جو بظاہر ایک دیندار اور باشرع نظر آتا تھا۔ سرسید احمد خان کی بڑی لمبی داڑھی تھی، یوپی کا کرتہ شلوار ان کا لباس تھا، سر پر بڑے سائز کی ترکی ٹوپی جو کہ اس وقت یوپی کے مسلمانوں کا طغری امتیاز ہوا کرتی تھی، وہ پہنتے تھے۔ تو ایسی شکل وصورت والے کو جب آگے لایا جائے گا تو مسلمانوں میں انتشار پیدا نہیں ہوگا، اور سب سے بڑی چالاکی یہ کی گئی کہ سرسید احمد خان کو آگے لانے کا مقصد یہ تھا کہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور سرسید احمد خان ایک ہی استاد مولوی مملوک علی کے شاگرد تھے۔ ثابت یہ کیا گیا کہ ایک شاگرد نے دینی ادارہ قائم کردیا ہے تو دوسرے شاگرد نے دنیاوی تعلیم کا ادارہ قائم کردیا۔ سرسید احمد خان نے اس مسلم یونیورسٹی کی بنیاد عقل پر رکھی، یعنی دین کو عقل کے مطابق پرکھا جائے۔ جبکہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اپنے دارالعلوم کی بنیاد دین پر رکھی، یعنی عقل کو دین کے مطابق پرکھا جائے۔ سرسید نے عقل کی بنیاد پر تمام عقائد بدل دیے، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس وقت علماء حق نے اس پر کفر کا فتویٰ جاری فرمایا۔ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے دین کے تمام عقائد کو ان کی اصل پر ہی رکھا۔ بات علم کی ہو رہی تھی، انگریز نے سرسید کے ذریعہ تعلیم کے عنوان سے اپنی تہذیب مسلط کی۔ چنانچہ علی گڑھ یونیورسٹی سے فارغ ہونے والوں کے چہرے بدل گئے، لباس بدل گئے، زبان بدل گئی، بودو باش بدل گئے، قانون بدل گیا، اخلاق بدل گئے۔ ایسے اخلاق کی بنیاد ڈالی گئی کہ جتنی بھی بے غیرتی ہو، جتنی بھی بے حیائی ہو، جتنی بھی بے دینی ہو، اُسے برداشت کرو۔ اس عمل کو مہذب ہونے کا نام دے دیا گیا۔ یعنی تہذیب اس کو کہہ دیا گیا کہ ''بیوی یا بچی میں بے حیائی دیکھ کر مرد کو غصہ نہ آئے۔'' اکبر الہ آبادی نے اسی پر کہا تھا:

خدا کے فضل سے بیوی میاں دونوں مہذب ہیں\
حیا اُن کو نہیں آتی اِنہیں غصہ نہیں آتا

چنانچہ آج پوری دنیا میں اسی تعلیم کے نام پر

انگریزی تہذیب کو اپنانے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ آج شراب خانے، جوا خانے، نائٹ کلب، اور نہ جانے کیا کچھ ہو رہا ہے وہ سب کچھ اسی تہذیب کا ثمرہ ہے۔

آج باپ بیٹی میں احترام کا رشتہ باقی نہیں رہا، بہن بھائی میں حیا نہیں رہی، میاں بیوی میں وفا نہیں رہی، معاشرتی اقدار باقی نہیں رہیں، آج عدل کا معیار ظالم کا فیصلہ رہ گیا ہے، جس کے پاس طاقت ہے وہ جو کہے اسی کو صحیح تسلیم کیا جاتا ہے۔ آج اسی تعلیم کو پڑھ کر دنیا میں جہاں چاہے حملہ کریں، انہیں روکا نہیں جاسکتا۔ اسی لئے یہی تعلیم پڑھے ہوئے لوگ مسلمانوں پر مسلط کر دیئے گئے ہیں۔

اسی لئے انگریزی تعلیم کے اداروں کے لئے اربوں ڈالر کی غیر ملکی امداد ملتی ہے، اگر یہ نہ ملے تو یہ ادارے چل نہ سکیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ اس غیر ملکی امداد میں یہاں کے حکمرانوں کا بڑا کمیشن ہوتا ہے۔ جبکہ دینی مدارس بغیر کسی ملکی و غیر ملکی حکومتی امداد کے چل رہے ہیں۔ نہ انگریز کے دور میں یہ مدارس امداد لیتے تھے اور نہ اب پاکستان کے مدارس حکومت سے امداد لیتے ہیں، اس کے باوجود دینی مدارس بڑھتے اور پھیلتے چلے جارہے ہیں۔ اسی سے غیر کو خطرہ ہے، دن رات انہیں یہ بات چین سے سونے نہیں دیتی۔ اسی لئے پاکستان میں زبردستی ایسا نصاب تعلیم رائج کرنے کی کوشش ہو رہی ہے جس سے مسلمانوں میں حیا، شرم، وفا، دین، حلال کا جنازہ نکل جائے۔ پاکستان میں بھی وہی کچھ ہو جو برطانیہ اور امریکہ جیسے ملکوں میں ہوتا ہے۔ یہاں بھی بن بیاہی ماؤں کی کثرت ہو، یہاں بھی ہم جنس پرستی کی شادیاں ہوں، یہاں بھی عزت و آبرو کے سودے ہوں۔ اس کے لئے ایسا ہی ماحول بنانے کی ضرورت ہے جیسا کہ یورپ میں ہے۔ یورپ کی اسی تہذیب کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی تعلیمی نظام نے پروان چڑھایا۔ علی گڑھ سے فارغ شدہ کئی لوگ ایسے بھی تھے جو وہاں کے ماحول میں رہتے ہوئے اس ماحول سے متاثر نہ ہوئے، بلکہ انہوں نے اس پر تنقید کی۔ مولانا ظفر علی خان مرحوم نے اپنے انداز میں یوں تنقید کا نشانہ بنایا:

تہذیب نو کے منہ پر وہ تھپڑ رسید کر
جو اس حرام زادی کا حلیہ بگاڑ دے

مولانا ظفر علی خان کی کہی ہوئی اسی حرام زادی تہذیب کی نمائندہ ملالہ ہے، جس کے سر پر دوپٹہ ڈال کر امن کے ایوارڈ سے نواز دیا گیا ہے، جس طرح سر سید احمد خان کے چہرے پر داڑھی اور سر پر ٹوپی چڑھا کر علی گڑھ میں یونیورسٹی بنادی گئی تھی۔ ملالہ جس تعلیم، تہذیب کی نمائندہ ہے، اس تہذیب کے ذمہ دار گورڈن براؤن جو کہ برطانیہ کے وزیر اعظم بھی رہ چکے ہیں اور آج کل پاکستان میں تعلیم کے لئے بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں، انہوں نے گزشتہ دنوں پاکستان کے دورے پر جو بیان دیا، وہ پیش خدمت ہے:

سابق برطانوی وزیر اعظم اور اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کے خصوصی ایلچی برائے تعلیم گورڈن براؤن نے بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ: پاکستان میں ہم ایک منصوبہ شروع کر رہے ہیں جس کے تحت بعض علاقوں کو بچوں کی شادی سے پاک علاقہ یا زون قرار دیں گے، اس منصوبے کے لئے پاکستان میں حمایت موجود ہے، اس طرح کے زون دوسرے ممالک میں بھی بنائے گئے ہیں۔“

(روزنامہ دنیا فیصل آباد)

تو قارئین! ملالہ اسی تعلیم و تہذیب کی نمائندہ ہے، جس کو اسی تعلیم و تہذیب کے ذمہ داروں نے انعام سے نوازا ہے۔ اللہ ہمارے ملک کو ایسی تعلیم و تہذیب سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

(بشکریہ ماہنامہ ”ملیہ“ فیصل آباد)

## ایک جامع دعائے شکر

”اَللّٰھُمَّ مَا اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِعْمَةٍ اَوْبِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ فَلَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ۔“

(مشکوٰۃ المصابیح ص:۲۱۱، قدیمی، ابوداؤد ج:۲، ص:۳۳۶، ایچ ایم سعید)

ترجمہ: ”یا اللہ! آج کے دن مجھ پر یا آپ کی مخلوق میں سے کسی پر جو کوئی بھی احسان ہے اور جو کوئی بھی نعمت ہے وہ محض اور صرف ایک آپ ہی کی جانب سے ہے، اس کی عطا میں اور کسی کا دخل نہیں، سو آپ ہی کے لئے حمد ہے اور آپ ہی کے لئے شکر ہے۔“

فائدہ:.... حضرت عبداللہ بن غنام بیاضی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص یہ دعا صبح کو تین مرتبہ پڑھے اس نے سارے دن کی نعمتوں کا شکر ادا کر دیا اور جو شخص شام کو یہ دعا تین مرتبہ پڑھے اس نے رات بھر کی ساری نعمتوں کا شکر ادا کر دیا۔

نوٹ: یہ دعا شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ نے اپنے مواعظ میں بھی نقل فرمائی ہے۔

(اصلاحی مواعظ ج:۱، ص:۹۴)

اللہ پاک ہم سب کو اس کے پڑھنے کا معمول بنالینے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین۔

مولانا محمد قاسم، کراچی

# تحریکِ ختم نبوت..... آغاز سے کامیابی تک

قسط:۹

سعود ساحر

اسٹیٹ بینک بلڈنگ چلنے سے پہلے ختم نبوت پر طویل تحریر کی ایک قسط، جو نامکمل رہ گئی، اسے مکمل کرکے آگے بڑھتے ہیں۔ ایک قسط میں حضرت امیر شریعتؒ کے صاحبزادے کے راولپنڈی آنے اور محلہ موہن پورہ میں قیام اور حاضرین کو اپنے افکار عالیہ سے مستفید کرنے کا تذکرہ تھا۔ مگر اس وقت محترم کا نام ذہن میں نہ تھا۔ ایک محترم قاری ڈاکٹر عمر فاروق صاحب نے تلہ گنگ سے ایس ایم ایس کے ذریعے آگہی دی کہ اس عظیم خانوادے کے محترم کا نام حضرت ابوذر بخاری ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا شکریہ کہ بات مکمل ہوگئی۔ میرے لئے تو یہ بہت اکرام کی بات ہے کہ رب کریم کے فضل سے ۵۳ء کی تحریک نبوت کے بارے میں ایک دستاویز کا حصول ممکن ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مہلت دی تو تفصیل سے لکھوں گا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی روداد سے قبل ضروری ہے کہ مرزا غلام قادیانی کے دجل کے آغاز کے بارے میں کچھ لکھا جائے۔ تاریخ کی شہادت یہ ہے کہ ۱۸۶۹ء میں حکومت انگلستان نے پارلیمنٹ کے ارکان، بعض برطانوی اخبارات کے مدیروں اور چرچ آف انگلینڈ کے نمائندوں پر مشتمل ایک وفد ہندوستان بھیجا۔ بنیادی مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو سلب کرکے انہیں کیسے رام کیا جاسکتا ہے؟ اس وفد نے جو رپورٹ مرتب کی، اس کا بنیادی نقطہ یہ تھا کہ ”برصغیر کے مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی پیشواؤں کی اندھی تقلید کرتی ہے، اگر کوئی ایسا فرد مل جائے جو ظلی نبی ہونے کا دعویٰ کرے تو اس کی ”نبوت“ کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر برطانوی مفادات کے حصول کا ذریعہ بنایا جاسکتا ہے۔“ ایک اور رپورٹ کے مطابق، سیالکوٹ کے پادری بٹلر سے مرزا غلام قادیانی نے (جو ضلع کچہری میں ملازم تھا) رابطہ کیا۔ وطن واپسی سے قبل بٹلر نے انگریز ڈپٹی کمشنر کو کچھ نام دیئے۔ جن کو ڈپٹی کمشنر نے بلاکر انٹرویو کیے اور جھوٹی نبوت کے لئے مرزا غلام قادیانی کو نامزد کیا اور مرزا غلام احمد ملازمت ترک کرکے قادیان چلا گیا اور اپنے مکر و فریب کا آغاز ہندوؤں کے گھروں، آریہ سماج کے بڑوں اور عیسائی پادریوں سے مناظروں سے کیا۔ ہرچند کہ یہ بھی ایک مکروہ عمل تھا، جس نے ابتدا خوش فہمی کو جنم دیا، مگر اس دجل کا مقصد بھی دوسرے مذاہب کے لوگوں کو اسلام، قرآن اور صاحب قرآن کے بارے میں مخالفانہ طرز عمل پر اکسانا تھا۔ تا آنکہ مرزا غلام قادیانی اپنی اصلیت پر آگیا۔ برصغیر میں تذکرہ شعر و ادب کے نام پر بھی کسی دعویٰ کے بغیر بعض دوسرے اہل قلم بھی انگریز کی اطاعت کو لازم قرار دینے میں اپنی توانائی صرف کرتے رہے اور ماضی کے ایک نامور ادیب اور ناول نگار نے یہاں تک لکھا: ”جس طرح احکام زکوٰۃ مفلس سے متعلق نہیں، اسی طرح احکامات جہاد مسلمانان ہند سے متعلق نہیں۔“ اس پر کسی صاحب ایمان کا تبصرہ تھا کہ ان کا اسلام انگریزوں کے پاس گروی ہو چکا اور یہ تاریخی حقیقت ہے کہ ایک طرف برصغیر کے طول و عرض میں جہاد کی پاداش میں مقدمات چلا کر جزائر انڈومان (کالا پانی) کی سزا دی جاری تھی، دوسری طرف اہل قلم کا ایک نامور گروہ مسلمانوں کے ذہنوں میں انگریز کی وفاداری کی تخم ریزی کر رہا تھا۔ یہ انگریز کی غلامی کے خلاف آمادہ جہاد مسلمانوں کا علاج بالمثل تھا۔

مرزا کذاب نے ۱۸۸۰ء میں مجدد ہونے کا اعلان کیا۔ ۱۸۸۸ء میں ایک قدم آگے نکلا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بیعت لینے کا حکم دیا ہے۔ لازم تھا اور ہوا بھی ایسا ہی! اکابرین امت چوکنے ہو گئے اور اس فتنے کا سر کچلنے کی جدوجہد کا آغاز ہوا اور تقریباً ۷۴ برس کی معرکہ آرائی کے بعد ۱۹۷۴ء میں یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ مرزا غلام قادیانی کی پہلی تصنیف براہین احمدیہ ۱۸۸۰ء میں شائع ہوئی۔ چار جلدوں پر مشتمل یہ تصنیف ان مہمل اور لغو دعوؤں کا انبار ہے، جس میں مسیح موعود، ظلی نبوت، کرشن (ہندوؤں کے اوتار) ہونے کا دعویٰ کیا اور انگریز کی حکومت سے انحراف، غلامی کے خلاف جہاد کرنے والوں کو جہنم کی سزا کا مستحق قرار دیا۔ جہاد جو اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے، اسے منسوخ اور جہاد کرنے والوں کو ”حرامی“ قرار دیا۔

مرزا کذاب اور اس کی جعل سازی کا شکار

گروہ کی ساری کوشش برصغیر کے مسلمانوں کو انگریزوں کی غلامی کا قائل کرنا رہی ہے، وہ اپنے ماننے والوں کو کسی نیک عمل کی تلقین نہیں کرتا۔ سارا زور تنسیخ جہاد اور انگریز کی اطاعت پر صرف کرتا ہے۔ کہتا ہے: ”اب زمینی جہاد بند ہوگئے۔ لڑائیوں کا خاتمہ ہوگیا۔ آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا، آج کے بعد جو دین کے لئے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی کہلا کر قتل کرتا ہے، وہ خدا اور رسول کا نافرمان ہے۔ اس حکومت (انگریز) کے پاس میرا کوئی ہمسر اور نصرت و تائید میں میرا مثل نہیں۔ میرا وجود انگریز حکومت کے لئے ایک قلعہ، ایک حصار اور تعویذ کی حیثیت رکھتا ہے۔“ اب ذرا اس فرقہ باطل کے اصول ملاحظہ فرمائیں۔ کہتا ہے: ”میرے پانچ اصول ہیں، جن میں دو حرمت جہاد اور اطاعت برطانیہ ہیں۔“ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے سچے انبیائے کرام کا کام انسانوں کو انسان کی غلامی سے نجات دلا کر ایک اللہ کی اطاعت پر لانا رہا ہے اور یہ انگریز ڈپٹی کمشنر کا نامزد دائمی غلامی کی نوید دیتا ہے۔ جو بات حیرت کا موجب ہے کہ انگریزوں کے ساتھ نام نہاد سیکولر ہندو لیڈر پنڈت جواہر لال نہرو بھی قادیانیوں کی پشت پناہی کو نکلے اور کلکتہ کے اخبار میں تین مقالے نہرو نے لکھے، جس کے جواب میں حضرت آغا شورش کاشمیریؒ نے ہندو قیادت اور قادیانیوں کی مشترکہ آرزو کا پول کھول دیا: ”پنڈت نہرو کی تحریر سے ایک ایسی نفسیاتی کیفیت بے نقاب ہوتی ہے، جس سے نہرو کے سیاسی عقیدے کی تکذیب ہوتی ہے۔ پنڈت نہرو اور قادیانی دونوں مسلمانوں کے سیاسی و مذہبی اتحاد اور یکجہتی کے ممکنات کو خصوصیت سے ہندوستان کے اندر ناپسند کرتے ہیں۔ قادیانی بھی مسلمانان ہند کی سیاسی بیداری پر مضطرب ہیں۔ شمالی مغربی ہند کے مسلمانوں میں خودمختاری کی خواہش پیدا ہونا گوارا نہیں۔“

کشمیر سے قادیانیوں کی دلچسپی کا ذکر ہم گزشتہ قسطوں میں کر چکے ہیں۔ ۱۹۳۱ء میں کشمیر کمیٹی قائم کی گئی، جس کو مسلمانوں میں اعتبار دلانے کی خاطر حضرت علامہ اقبالؒ اور ان کے بارہ احباب کو شامل کیا گیا اور صدارت مرزا غلام قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود نے کی تھی۔ بہت جلد علامہ اقبالؒ اور ان کے احباب کو معلوم ہوگیا کہ مرزا بشیر الدین اس حوالے سے کیا ناٹک رچا رہا ہے، سو فیصلہ ہوا کہ کشمیر کمیٹی کا صدر غیر احمدی ہوگا۔

حضرت علامہ اقبالؒ کا وہ طویل بیان تاریخ کا حصہ ہے، جس نے نبوت کے استعماری عمل کی بنیادیں ہلا دیں، جس کا لب لباب یہ ہے کہ ”مسلمان ہر ایسی جماعت کو، جو اپنی بنیاد کسی نئی نبوت پر رکھتی ہو اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہو، جو اس کے مبینہ الہامات پر اعتقاد نہیں رکھتے، ایسی جماعت کو اسلام کی وحدت کے لئے خطرہ سمجھتے ہیں اور ایسا ہونا بھی چاہیے۔“ بہرحال قادیانیوں کی سرپرست حکومت سمٹ کر محدود ہوئی۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کے نام لیواؤں کو آزاد مملکت نصیب ہوئی، مگر قادیانیت کا عفریت جسد ملی سے اور بھی زیادہ قوت کے ساتھ چمٹ گیا۔ ظفر اللہ خان وزارت خارجہ جیسی حساس وزارت سے الگ ہوا، مگر مختلف شعبوں میں جو سنپولے چھوڑ گیا، وہ وطن کو زہر آلود کرنے کی ناپاک کوشش کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاک طینت بندے جو دلائل سے مرزا کو جھوٹا ثابت کرتے رہے، تحریک ختم نبوت میں جانیں نچھاور کرتے رہے، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، عزم و حوصلے کا کوہ گراں ہونے کا ثبوت دیا، ان میں حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ تو مرزا غلام قادیانی کے باطل ہونے کی ایک محکم دلیل ہیں۔ روشنی کا قطب مینار ہیں کہ جن کی زیارت نہ ہونے کا ملال ہے۔ تاہم کسی مسلمان کا دل ان کی یاد سے خالی نہیں ہوسکتا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ عجب شان کے انسان تھے۔ ان کی قدم بوسی کی سعادت زندگی کا عظیم سرمایہ ہے۔ اس راہ کی ہزاروں روشن قندیلیں ہیں۔ ان میں ایک حضرت آغا شورش کاشمیریؒ بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا ہنر ان کی ذات میں سموئے تھے۔ تقریر کے فن میں ید طولیٰ، تحریر ان کی یکتا، شعرگوئی میں اپنے وقت کے امام، زبان ان کے گھر کی لونڈی، لغت ان کی دست بستہ غلام! کئی نام نہاد اہل زبان ان کی نظم ونثر سے اپنی تحریروں کی درستگی کا اہتمام کرتے، وہ اقلیم سخن کے بہر لحاظ بے تاج بادشاہ تھے۔ اب یہ عاشقان پاک طینت اپنی کاوشوں کے احسن ترین اجر کے لئے اپنے رب کے حضور ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ ان کے لئے جنت کی دائمی زندگی تو ہے ہی، رہتی دنیا تک بھی ان کے نام کا ڈنکا بجتا رہے گا۔ مولانا ظفر علی خانؒ کی منظومات پتہ دیتی ہیں کہ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ سے مرزا کذاب نے مباہلہ کیا اور ۱۹۰۸ء میں آنجہانی ہوا اور حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں اللہ کو پیارے ہوئے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو ابوالوفاءؒ کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا تھا۔

بات ذرا طویل ہوگئی، تاہم نوجوان نسل کی باخبری کے لئے ضروری سمجھا گیا۔ ۲۰ر اگست کے اجلاس کے ابتدائی لمحوں میں اٹارنی جنرل نے مرزا ناصر سے کہا کہ ”جن سوالات کے جواب تیار ہیں، وہ بتادیں۔ مرزا ناصر: ”ہم فتح یاب ہوں گے، دشمن ابوجہل کی طرح پیش ہوگا۔“

اٹارنی جنرل: ”یہ حوالہ مجھے نہیں ملا، جو

حوالے مل گئے ہیں، ان کی وضاحت کریں۔‘‘

مرزا ناصر: ’’تحفہ گولڑویہ میں یہ ہے کہ ’’خدا نے مجھے اطلاع دی کہ تمہارے اوپر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر، مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔‘‘ آپ نے نتیجہ یہ نکالا کہ احمدیت نے ملت اسلامیہ سے ممتاز چیز بنانے کی کوشش کی، حالانکہ یہ تو خدائی امر تھا۔ جب مسیح نازل ہوئے تو دوسرے تمام فرقوں کو جو دعویٰ کرتے ہیں، کلی طور پر ترک کرنا پڑے گا۔ ’’انوار الاسلام‘‘ میں ہے کہ ’’جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا، تو سمجھا جائے گا کہ اسے ولد الحرام ہونے کا شوق ہے، مگر یہ عیسائیوں کو کہا۔‘‘

اٹارنی جنرل: ’’اس وقت دو حوالوں کی وضاحت آپ نے کی کہ خدائی حکم کے تحت آپ مسلمانوں سے علیحدہ ہیں، نماز اور دوسرے اعمال میں، دوسرے ولد الحرام عیسائیوں کو کہا۔ حالانکہ عبارت یہ ہے کہ جو ہماری فتح کو تسلیم نہیں کرتا......؟

مرزا ناصر: ’’مرزا صاحب کی بیعت نہ کرنے والا جہنمی ہے، اصل یہ ہے کہ الہامات میں تناقض نہیں ہوتا۔ دیکھیں اللہ ایک شخص (مرزا) کو الہام کرے کہ تو خدا کا برگزیدہ، اس زمانے کے تمام مومنوں سے افضل، مسیح الانبیاء، مسیح موعود، چودھویں صدی کا مجدد، خدا کا پیارا، اپنے مرتبہ میں نبیوں کی مانند، خدا کا مرسل، اس کی درگاہ میں وجیہہ ومقرب اور مسیح ابن مریم کی مانند ہے، جو شخص تیری بیعت میں شامل نہیں ہوگا، تیری پیروی نہیں کرے گا، تیرا مخالف ہوگا، وہ خدا و رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔‘‘ اس الہام کے بعد اس کے خلاف الہام نہیں ہوگا۔

اٹارنی جنرل: ’’آپ نے اس وضاحت میں کئی مسئلے حل کر دیئے، آگے چلیں۔‘‘

(جاری ہے)

## حافظ فلک شیر جھنگویؒ کی رحلت

حافظ فلک شیر جھنگویؒ مولانا حق نواز جھنگویؒ کے رفیق سفر اور اچھے نعت خواں تھے۔ انہوں نے اپنے فن کو پیشہ کے طور پر نہیں بلکہ ثواب کی نیت سے استعمال کیا۔ مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی زندگی میں جب ان کے عروج کا دور تھا، وہ ایک فقیر منش انسان کی طرح ان کے ساتھی رہے۔ مولانا کی شہادت کے بعد وہ یتیم ہوگئے۔ مولانا کے جانشینوں نے بھی انہیں کوئی پروٹوکول نہ دیا، کسی نے جلسہ پر بلالیا چلے گئے، روکھی سوکھی پر اکتفا کیا، نہ کرایہ پر جھگڑا کیا اور نہ ہی خورد ونوش اور بستر پر، جو ملا جیسا ملا صبر وشکر کے ساتھ عطیہ خداوندی سمجھ کر قبول کر لیا۔ مولانا حق نواز جھنگویؒ کا ایک دور ہماری طرح تھا کہ بسوں، ویگنوں پر سفر کرتے فلک شیر ان کے ساتھ ہوتے۔ بندہ بہاولپور میں خادم ختم نبوت تھا کہ دفتر کی گھنٹی بجی۔ راقم نے پوچھا کون؟ تو بتلایا کہ فلک شیر جھنگویؒ۔ مولانا جھنگویؒ نے فرمایا کہ فلک شیر نے بتلایا کہ شجاع آبادی صاحب بہاولپور ہوتے ہیں، چلا آیا مولانا نے رات دفتر ختم نبوت غلہ منڈی میں قیام کیا۔ رات گئے تک مختلف امور پر گفتگو ہوتی رہی۔ مولانا شہید اپنی سناتے رہے اور ہماری بھی بلاتکلف سنتے رہے۔ فلک شیر جھنگویؒ کو اللہ پاک نے بے پناہ خوبیوں سے سرفراز فرمایا تھا۔ کچھ عرصہ سے مولانا عبدالخالق رحمانی کے رفیق سفر کے طور پر ان کے ساتھ تبلیغی اسفار میں نعت خوانی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ شوگر کے مریض تھے، جس کی وجہ سے بہت کمزور ہوگئے تھے، ایک دوست نے میسج بھیجا، دیکھا اور پڑھ کر بہت افسوس ہوا۔ مجاہد ختم نبوت مولانا غلام حسین مدظلہ سے رابطہ کیا تو انہوں نے تصدیق کی کہ موصوف ۲۵؍نومبر ۲۰۱۴ء کو سپرد خاک کئے گئے۔ ان کی نماز جنازہ جامعہ محمودیہ جھنگ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحیم مدظلہ نے پڑھائی اور انہیں جھنگ کے قبرستان میں سپرد خاک کیا۔ اللہ پاک انہیں اپنے شایان شان مقام عطا فرمائیں۔ ان کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

## حاجی ارشاد احمد کی وفات

حاجی ارشاد احمد یکم نومبر ۲۰۱۴ء کو ریاض سعودی عرب میں انتقال کرگئے۔ موصوف بندہ کے چچازاد بھائی صوفی محمد رمضانؒ کے فرزند ارجمند اور نعت خواں محمد اسحاق توحیدیؒ کے برادر صغیر تھے۔ صوفی محمد رمضان کسی زمانہ میں کلین شیو تھے۔ حضرت مولانا قاری عبدالکریم شاہ ڈیرہ غازی خان کو دعوت دی اور اپنے علاقہ میں جلسہ کرایا۔ قاری صاحب کی عادت تھی کہ وہ اپنے مواعظ میں تین چیزوں کی طرف خصوصی توجہ فرماتے اور بغیر داڑھی والوں سے داڑھی رکھواتے تو برادر بزرگوار محمد رمضان مرحوم شاہ صاحب کی تلقین پر محمد رمضان سے صوفی محمد رمضان بن گئے۔ صوفی صاحب کو اللہ پاک نے سات بیٹے عطا فرمائے، حاجی محمد ارشاد چوتھے نمبر پر تھے، کچھ عرصہ ریاض سعودی عرب میں محنت مزدوری کرتے رہے۔ اچانک دل کا دورہ پڑا طبی امداد سے قبل خالق کو جاملے۔ نماز جنازہ گیارہ بجے قبل از دوپہر مہریہ کالونی بالمقابل حسن آباد گیٹ نمبر ۲ خانیوال روڈ ملتان میں ادا کی گئی۔ امامت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ نے کی۔ جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی اور انہیں خانیوال روڈ پر واقع قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ پسماندگان میں چار بھائیوں کے علاوہ بیوہ، دو بچے اور دو بچیاں شامل ہیں۔ مرحوم مجلس کی گاڑی کے ڈرائیور عبدالرزاق کے چھوٹے بھائی تھے۔ اللہ پاک مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

# مرزا غلام احمد قادیانی

## ایک نفسیاتی تجزیہ

آخری قسط

پروفیسر ارشد جاوید

یعنی پہلے آپ مریم بنے پھر خود ہی حاملہ ہوئے، پھر اپنے پیٹ سے آپ عیسیٰ ابن مریم بن کر تولد ہوگئے۔ اس کے بعد یہ مشکل آئی کہ عیسیٰ ابن مریم کا نزول تو احادیث کی رو سے دمشق میں ہونا تھا جو کہ کئی ہزار برس سے شام کا مشہور و معروف مقام ہے، یہ مشکل ایک دوسری دلچسپ تاویل سے یوں رفع کی گئی، لکھتے ہیں:

"واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا کہ اس جگہ ایسے قصبے کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزید الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں۔ یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں، دمشق سے ایک مشابہت اور مناسبت رکھتا ہے۔"

(حاشیہ ازالہ اوہام ص ۶۳ تا ۷۳)

۱۲... خبط عظمت کے اکثر مریضوں کی طرح مرزا صاحب کی شخصیت میں بھی کوئی نمایاں خرابی یا نقص نہ تھا بلکہ بظاہر آپ بالکل نارمل انسان تھے۔ آپ بھی محض اپنے وسوسوں کی حد تک ابنارمل تھے۔ مزید برآں مرزا صاحب اکثر مریضوں کی طرح کافی ذہین اور اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کے مالک تھے، چنانچہ آپ نے اپنے خیالات اور نظریات کو نہایت مربوط اور مدلل انداز میں پیش کیا جس کی وجہ سے نہ صرف اُن کے قریبی عزیزوں اور دوستوں بلکہ معاشرے کے بعض دوسرے ذہین افراد نے بھی ان کے دعوے کو سچ مان لیا۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان ۲۰ برس تک مرزا صاحب کے مرید رہے بعد ازاں توبہ کرلی اور مرزا صاحب کے شدید مخالف بن گئے۔

۱۳... مریض کو عموماً احساس اور اعتراف ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ اس کے نظریات اور خیالات کو درست خیال نہیں کرتے مگر پھر بھی وہ اُن کی واضح تردید سے مطمئن نہیں ہوتا۔

چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ (مولانا ثناء اللہ امرتسری) اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہوجاؤں گا، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہلاک ہوجاتا ہے۔" (مرزا صاحب کا اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت: ۱۰/۱۲۰)

یعنی مرزا صاحب کو بھی احساس تھا کہ دوسرے لوگ ان کے خیالات کو درست نہیں سمجھتے، مگر مولانا ثناء اللہ اور دوسرے علماء کرام کی واضح تردید سے بھی آپ مطمئن نہ ہوئے بلکہ نبوت کا شوق جاری رکھا، لطف کی بات یہ ہے کہ مرزا صاحب مذکورہ بالا اشتہار کے ایک سال بعد فوت ہوگئے جبکہ مولانا ثناء اللہ امرتسری چالیس سال تک زندہ رہے۔

۱۴... اگرچہ مرزا صاحب کو کوئی دوسری شدید ذہنی بیماری (Psychosis) لاحق نہ تھی جس کی وجہ سے وہ ظاہری طور پر نارمل معلوم ہوتے تھے مگر مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد نے ان کی بعض خفیف ذہنی بیماریوں (Neuroses) کا ذکر کیا ہے، مثلاً:

"مرزا صاحب کو جوانی میں ہسٹریا کی شکایت ہوگئی تھی اور کبھی کبھی اس کا ایسا دورہ پڑتا تھا کہ بے ہوش ہوکر گر جاتے تھے۔"

(سیرۃ المہدی از بشیر احمد: ۱/۱۷)

"اور پھر ان سب پر مستزاد مالیخولیا اور مراق کا موذی مرض۔" (سیرۃ المہدی: ۲/۵۵)

مذکورہ بالا واقعات، حقائق اور دلائل سے یہ امر بالکل واضح ہوجاتا ہے کہ خبط عظمت کی کم و بیش تمام علامات مرزا صاحب کی شخصیت میں بدرجہ اتم موجود تھیں، جس سے یہ ثابت ہوا کہ مرزا صاحب دراصل شدید ذہنی بیماری (psychosis)، پیرانائے (Parania) میں مبتلا تھے اور ان کا دعویٰ نبوت اسی بیماری کے اثر کا نتیجہ تھا۔

اب ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو یہ نفسیاتی بیماری کیوں لاحق ہوئی؟ ہمارے خیال میں اگر پیرانائے کی عام وجوہات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ زیادہ تر مرض انہی وجوہات کی بنا پر اس مرض کا شکار ہوتے ہیں:

۱... مرزا صاحب کی اس بیماری کی تشکیل میں ان کی پیشہ وارانہ اور ازدواجی زندگی کی ناکامیوں نے اہم کردار ادا کیا ہے، آپ کی ابتدائی زندگی عسرت و غربت سے شروع ہوئی۔ لکھتے ہیں:

"مجھے صرف اپنے دسترخوان اور روٹی کی فکر تھی۔" (نزول مسیح، ص: ۱۸۱)

بعد ازاں ۱۸۶۴-۶۸ء میں آپ نے

سیالکوٹ کی کچہری میں بطور محرر ملازمت کی، اس دوران ترقی کے لئے مختاری کا امتحان دیا، مگر ناکام رہے۔ آپ (مرزا صاحب) نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کردی اور قانون کی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا، پر امتحان میں کامیاب نہ ہوسکے۔

(سیرۃ المہدی از مرزا بشیر احمد، ص:۴۸)

اسی طرح مرزا صاحب کی ازدواجی زندگی بھی کچھ زیادہ کامیاب نہ تھی کیونکہ آپ کی قوت مردی کمزور تھی، لکھتے ہیں:

''جب میں نے شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں، آخر میں نے صبر کیا۔'' (المکتوب احمدیہ: ۵، مکتوب نمبر۱۴)

''حالت مردمی کالعدم۔''

(نزول مسیح، ص:۲۰۹)

پیشہ وارانہ ازدواجی ناکامیوں نے مرزا صاحب کی انا اور وقار کو سخت مجروح کیا، جس سے آپ میں اپنی کوتاہی، کمزوری اور کمتری کا شدید احساس ہوگیا پھر اس احساس کو مٹانے کے لئے آپ نے اپنے آپ کو خوب بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔

۲:... اکثر مریضوں کی طرح مرزا صاحب بھی جنسی مسائل جنسی عدم مطابقت (Sexual Maladjustment) کا شکار تھے، کیونکہ آپ جنسی لحاظ سے کمزور تھے اور اس کمزوری کی وجہ سے ازدواجی فرائض بہتر طور پر ادا نہ کرسکتے تھے، جس کی وجہ سے ان میں شدید احساس جرم (Guilt) پیدا ہوا اور اس کی تلافی کرنے کے لئے اپنے آپ کو بلند و اعلیٰ دکھانا شروع کردیا۔

۳:... ممکن ہے کہ فرائڈ کے نظریے کے مطابق مرزا صاحب کے مذہبی خبط عظمت کے پیچھے ہم جنسی تمناؤں اور خواہشات کا ہاتھ ہو۔ ممکن اس لئے کہ مریض کو ایسی خواہشات کا احساس اور شعور نہیں ہوتا کیونکہ یہ خواہشات لاشعوری ہوتی ہیں، چونکہ یہ خواہشات نہایت غیر اخلاقی اور ناقابل قبول سمجھی جاتی ہیں جو مریض کو پریشان کرتی ہیں، نتیجتاً مریض احساس گناہ اور احساس کمتری میں مبتلا ہوجاتا ہے، پھر اس کی تلافی کرنے کے لئے مرزا صاحب نے اپنے آپ کو بلند و اعلیٰ بنا کر پیش کیا۔ اس طرح اپنے وسوسوں کو ناقابل قبول اور متنفرانہ تمناؤں کے خلاف دماغی فصیل بنادیا۔ ☆☆

> نوٹ: بلاشبہ مرزا صاحب مختلف موذی امراض میں مبتلا تھے اور یہ انسان کی طبیعت پر اثر انداز بھی ہوتے ہیں، البتہ ان کے دعویٰ مسیحیت و نبوت کے بارے میں دیگر اسباب و عوامل کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اس سلسلے میں ''الرحیق المختوم'' کے نامور مصنف مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری کی تصنیف ''قادیانیت اپنے آئینے میں'' بہت مفید ہے......... ادارہ


فیصل
معجون قوت دماغ زعفرانی
32 اجزاء سے تیار کردہ
- ذہنی دباؤ، تھکاوٹ، بے خوابی، نسیان اور اعصابی کمزوری کا اکسیر علاج
- چہرے کی شادابی، حافظہ کی کمزوری، نظر کی بہتری کیلئے بہترین ٹانک
- نظام ہضم کی درستگی، شوگر اور بلڈ پریشر کے مریضوں کیلئے انمول تحفہ
- ہر موسم اور ہر عمر کی خواتین و حضرات میں یکساں مفید
- معدہ و جگری کی کمزوری اور گرمی کا بہترین علاج
- مسلسل استعمال بھرپور جوانی کی ضمانت

قیمت -/1200 روپے وزن 600 گرام
قیمت -/650 روپے وزن 300 گرام

اجزائے معجون
پاکستان بھر میں بذریعہ ڈاک فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577

عرق نایاب
قیمت 1200 روپے 2 لیٹر
موٹاپا، گیس، بدہضمی اور بڑھے ہوئے پیٹ کا مکمل علاج
فیصل عرق نایاب
پاکستان بھر کے تمام بڑے شہروں میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577

Faisal Foods
فیصل FOODS ستارہ پلازہ ڈی گراؤنڈ سپلائرز کالونی فیصل آباد

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے قریبی عزیز، سابق قادیانی مربی

# جناب محمد نذیر کے قبولِ اسلام کی سرگزشت

منصور اصغر راجہ

قسط: ۷

اسلام قبول کرنے والے سابق قادیانی مربی محمد نذیر نے بتایا کہ:

"چناب نگر میں جماعتی قیادت سے ں سا اختلاف کرنے والوں کا حقہ پانی تو ں جاتا ہے۔ لیکن جو لوگ قادیانیت پر ت بج کر دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ انہیں ایسے ظالمانہ طریقے سے نمونہ عبرت بنایا جاتا ہے کہ دوبارہ کوئی ایسی جرأت نہ کر سکے۔ جب کہ مقامی پولیس ایسے جرائم کی مکمل طور پر پردہ پوشی کرتی ہے۔ اس کی ایک مثال ۲۰۱۱ء میں وقوع پذیر ہونے والا ایک واقعہ ہے۔ چناب نگر کے علاقے طاہر آباد کے رہائشی تین لڑکے احمد، ندیم اور حفیظ مسلمان ہوگئے۔ ان کی عمریں ۲۰ سے ۲۵ سال کے لگ بھگ تھیں۔ جماعت نے انہیں مختلف حیلوں بہانوں سے سمجھانے کی کافی کوشش کی۔ لیکن یہ تینوں نوجوان اپنے ایمان پر ڈٹے رہے۔ جب جماعت نے دیکھا کہ ان کی کوششیں رائیگاں جا رہی ہیں تو پھر ایک روز نائب صدر دفتر عمومی ڈی ایس۔ پی (ر) حمید اللہ قریشی کے بھائی سابق پولیس انسپکٹر بشیر بلا نے ان تینوں کو اپنے ڈیرے پر بلایا اور آخری بار سمجھانے کی کوشش کی۔ لیکن جب ان تینوں نے قادیانیت کی طرف واپس لوٹنے سے واضح انکار کر دیا تو ان پر پیٹرول چھڑک کر تینوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ ان تینوں نوجوانوں کے ورثاء اپنے بچوں کے اس ظالمانہ قتل سے بخوبی واقف تھے۔ لیکن انہوں نے قادیانی ہونے کی وجہ سے جماعت احمدیہ سے وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے یا کسی خوف کے سبب قاتلوں کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کرنے کی بجائے خاموشی اختیار کر لی۔ چند روز بعد اس واقعے کو حادثہ قرار دے کر فائل بند کر دی گئی۔ مقتولین کے ورثاء کی خاموشی سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ان تینوں "باغی" نوجوانوں کو زندہ جلائے جانے کا فیصلہ کہیں اور کیا گیا تھا۔ بشیر بلا نے تو صرف اس فیصلے پر عملدرآمد کیا تھا۔ چناب نگر میں یہ معمول کی بات ہے کہ اگر کسی "باغی" کو ٹھکانے لگایا جائے تو اولاً تو اس کے ورثاء کوئی قانونی کارروائی نہیں کرتے اور اگر معاملہ زیادہ بگڑ جائے یا میڈیا پر آ جائے تو پھر پہلے ورثاء کی طرف سے مقدمہ درج کرایا جاتا ہے اور پھر چند روز بعد انہیں کچھ رقم بطور دیّت ادا کر کے صلح کر لی جاتی ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ چناب نگر میں رہنے والے سب لوگ یہ کام اپنی خوشی سے نہیں کرتے، بلکہ کئی مجبوریوں نے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ رکھے ہیں اور وہ بہت سے کام اپنی مرضی کے برخلاف اور جماعت کی مرضی کے مطابق کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ جماعتی قیادت نے اپنی "امت" پر بے شمار چندے عائد کر رکھے ہیں۔ جب میں جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم تھا۔ اس وقت ہر قادیانی سے ۲۵ مختلف مدات میں چندہ لیا جاتا تھا۔ اب تو سنا ہے کہ جب سے مرزا مسرور نے خلافت سنبھالی ہے چندے کی کچھ مزید مدات بڑھا دی گئی ہیں۔ اسی طرح جو لوگ چناب نگر میں رہائش اختیار کرتے ہیں انہیں وہاں زمین، جائیداد کے مالکانہ حقوق حاصل نہیں ہوتے۔ چناب نگر کا تمام رقبہ ۹۹ سالہ لیز پر جماعت احمدیہ کے نام ہے جو قادیانی وہاں اپنا گھر بنانا چاہے اس سے ایک

---

## بعدۂ نعت کے لکھنے کی شروعات کروں!

مولانا مفتی اسرار احمد دانش قاسمی نجیب آبادی انڈیا

توبہ کرکے میں گنہ اپنے مٹالوں پہلے
عشق کی آگ ذرا دل میں بڑھالوں پہلے

جلوۂ نورِ نبیؐ دل میں سمالوں پہلے
خاکِ طیبہ کو میں آنکھوں میں لگالوں پہلے

نذر پھر اُن کی درودوں کی میں سوغات کروں
بعدۂ نعت کے لکھنے کی شروعات کروں

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

فارم بھروا کر جماعت اسے سادہ کاغذ کی ایک چٹ پر پلاٹ کا الاٹی نمبر لکھ کر تھما دیتی ہے۔ اس موقع پر خریدار سے یہ تحریری ضمانت لی جاتی ہے کہ وہ یہ زمین کسی غیر قادیانی کو کسی بھی صورت فروخت نہیں کر سکتا۔ اگر وہ کسی قادیانی کو بھی فروخت کرنا چاہے تو اس کے لئے بھی جماعت سے اجازت لینی پڑتی ہے۔ چونکہ چناب نگر میں کسی کے پاس بھی جائیداد کے مالکانہ حقوق نہیں۔ اس لئے بغاوت کرنے والوں کے گھر اور جائیداد پر جماعت کا قبضہ عام معمول ہے۔ پھر بغاوت کرنے والوں کو جذباتی طور پر بلیک میل کیا جاتا ہے۔ اگر کسی باغی کے بچے چھوٹے ہوں تو جماعت وہ بچے چھین لیتی ہے۔ اس کی ایک مثال میں خود ہوں۔ میری دو بیٹیاں سابقہ بیوی اپنے ساتھ لے گئی۔ اب جماعت کی طرف سے مجھے ان سے ملنے کی قطعاً اجازت نہیں۔ اسی طرح ہمارے ایک ساتھی شیخ زبیر انور ہیں۔ جنہوں نے ۲۰۰۲ء میں اسلام قبول کیا۔ اس وقت ان کی اکلوتی بچی دو ڈھائی سال کی تھی۔ وہ بچی ان سے چھین لی گئی۔ وہ گزشتہ بارہ سال سے اپنی بچی حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ لیکن ابھی تک انہیں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اب بھی اس سلسلے میں چنیوٹ کی ایک مقامی عدالت میں ان کا کیس چل رہا ہے۔"

محمد نذیر نے مزید بتایا کہ: "شیخ زبیر انور کا بھی عجیب قصہ ہے۔ اللہ نے ان کی ہدایت کے لئے کیا خوبصورت اسباب پیدا کئے۔ ایک ملاقات میں وہ مجھے بتا رہے تھے کہ ان کا تعلق لاہور سے ہے۔ بعدازاں چناب نگر منتقل ہوگئے۔ وہ پیدائشی قادیانی تھے اور ۳۸ برس تک قادیانیت سے وابستہ رہے۔ درس و تدریس کے شعبے سے وابستہ شیخ زبیر کا کسی گھریلو مسئلے پر بیوی سے جھگڑا ہوگیا۔ دفتر عمومی کی طرف سے انہیں اس جھگڑے میں ثالثی کا پیغام دیا گیا۔ لیکن انہوں نے یہ کہہ کر دفتر آنے سے انکار کر دیا کہ یہ ان کا گھریلو مسئلہ ہے۔ جماعت اس میں مداخلت نہ کرے۔ جماعت ان کے اس حرف انکار پر اس قدر تلملائی کہ چند روز بعد کچھ لڑکے زبردستی ان کے گھر میں داخل ہوئے اور انہیں اٹھا کر دفتر عمومی لے آئے۔ اس وقت دفتر عمومی کے انچارج میجر (ر) شاہد سعدی اور نائب صدر ڈی ایس پی (ر) حمید اللہ قریشی ہوا کرتے تھے۔ دفتر عمومی میں شیخ زبیر پر شدید تشدد ہوا اور انہیں وہاں چند روز تک محبوس رکھا گیا۔ اس دوران ان کے گھر پر قبضہ ہوا۔ اس سلسلے میں ان کی قادیانی بیوی نے جماعت کا بھرپور ساتھ دیا۔ پھر ایک روز انہیں شام کے وقت وہاں سے نکال کر ایک گاڑی میں بٹھایا گیا اور چنیوٹ کے ایک چوک میں یہ کہہ کر اتار دیا گیا کہ دوبارہ چناب نگر کا رخ نہ کرنا۔ شیخ زبیر کے پاس اس وقت صرف تن کے کپڑے تھے۔ انہیں سمجھ نہیں آرہی تھی کہ رات کہاں گزاریں۔ اسی اثناء میں پاس سے گزرنے والے کسی مقامی آدمی نے انہیں قریب ہی واقع مولانا منظور احمد چنیوٹی کے مدرسے کی راہ دکھائی۔ وہ وہاں پہنچ گئے۔ اتفاقاً مولانا منظور احمد چنیوٹی ان دنوں چنیوٹ میں ہی قیام پذیر تھے اور اس وقت مدرسے میں موجود تھے۔ شیخ زبیر کی بپتا سننے کے بعد انہوں نے اپنے مدرسے میں ٹھہرنے کی اجازت دے دی۔ شیخ زبیر قریباً ڈیڑھ ماہ ان کے مدرسے میں مقیم رہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس دوران وہ جس بات سے سب سے زیادہ متاثر ہوئے وہ یہ تھی کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے ایک بھی دن ان سے نفرت کا اظہار کیا نہ ہی انہیں قادیانیت چھوڑنے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ بلکہ وہ جب بھی مولانا کی خدمت میں حاضر ہوتے تو وہ ان کے ساتھ انتہائی شفقت سے پیش آتے۔ چونکہ شیخ زبیر پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ اس لئے وہ خود گاہے بگاہے مولانا چنیوٹی سے قادیانیت اور اسلام کے متعلق سوالات پوچھتے رہتے اور مولانا جواب دیتے جاتے۔ شیخ زبیر کا یہ کہنا ہے کہ مولانا منظور چنیوٹی کی صحبت میں گزرنے والے ان چند دنوں نے ہی ان کی کایا پلٹ دی اور وہ مسلمان ہوگئے۔ جب ان کے مسلمان ہونے کی اطلاع چناب نگر پہنچی تو جماعت نے انہیں پھر نشانے پر رکھ لیا۔ ۲۰۰۲ء، ۲۰۰۸ء اور ۲۰۰۹ء میں ان کے خلاف تین جھوٹے مقدمے درج کرائے گئے جن میں ان کی گرفتاری بھی ہوئی اور وہ مجموعی طور پر پانچ سال جیل میں بھی رہے۔ لیکن ان مظالم کے باوجود ثابت قدم رہے۔ تاہم اب بھی وہ اپنی بچی کے حصول کے لئے عدالتوں میں دھکے کھا رہے ہیں۔ بچے چھیننے کے بعد باغیوں کے خلاف جو دوسرا ہتھیار استعمال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی کی جوان بیٹیاں شادی شدہ ہوں تو باپ کے مسلمان ہونے کی صورت میں بیٹیوں کو طلاقیں دلوا دی جاتی ہیں۔ بلاشبہ یہ کسی باپ کے لئے بہت بڑا صدمہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ قادیانی کمیونٹی کو ہدایت کی جاتی ہے کہ ایسے لوگوں کا معاشی و سماجی بائیکاٹ کیا جائے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اس طرح کے کئی تکلیف دہ مسائل بھی بے شمار قادیانیوں کے مسلمان ہونے میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔"

(جاری ہے)

## مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

# تبلیغی ودعوتی اسفار!

ادارہ

**جامع مسجد عباسیہ احمد پور شرقیہ جلسہ بیاد شہداء کربلا:**

احمد پور شرقیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر مولانا غلام احمدؒ تھے، عرصہ دراز تک جامع مسجد محلہ عباسیہ میں خطیب رہے، ان کے دور میں چار روزہ جلسہ بیاد شہداء کربلا منعقد ہوتا تھا۔ بندہ ان دنوں بہاولپور میں مبلغ تھا، جلسہ میں حاضری ہوتی تھی، دوران سال ایک دو مرتبہ جمعہ میں خطاب کا موقع بھی مل جاتا تھا۔ عام طور پر خورد ونوش کا انتظام برادرم شیر محمد قریشی کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جمعہ پر حاضری ہوئی تو مولانا موصوف نے فرمایا کہ آج دوپہر کا کھانا میرے ہاں ہے۔ بندہ جمعہ سے فارغ ہوکر مولانا کے دولت خانہ پر حاضر ہوا۔ خورد ونوش کے بعد مولانا فرمانے لگے: چونکہ تجھے پڑھنے لکھنے کا شوق ہے تو چند اہم چیزیں آپ کے لئے رکھی ہوئی تھیں تو مولانا مرحوم لے کر آئے واقعتاً وہ چیزیں نایاب تھیں: الجمیعۃ دہلی کا شیخ الاسلام مدنی نمبر ہفت روزہ چٹان لاہور ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور، ہفت روزہ خدام الدین لاہور، ہفت روزہ لولاک فیصل آباد کے امیر شریعتؒ نمبر، بندہ الجمیعۃ کے مدنی نمبر سے تو استفادہ نہ کرسکا البتہ امیر شریعتؒ نمبر سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور ان کو سامنے رکھ کر حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی سوانح و افکار کتاب مرتب کی، جس کے کئی ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔ ادارۂ تالیفات ختم نبوت اردو بازار لاہور اس کے ناشر ہیں۔ موصوف مرنجان مرنج طبیعت کے حامل تھے۔ غالباً جامعہ عباسیہ بہاولپور سے علامہ کا کورس بھی کیا تھا۔ کئی سالوں کے بعد ان کے جاری کردہ جلسہ میں برادرم شیر محمد قریشی کے حکم پر حاضری ہوئی۔ امام عالی مقام سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کے فضائل و مناقب پر گفتگو کا موقع ملا۔ اگرچہ مروجہ طریقہ سے واقعہ کربلا بیان کرنے کا ڈھنگ نہ پہلے آتا تھا، نہ اب آتا ہے۔ مولانا محمد اسحاق ساقی مبلغ بہاولپور کی معیت ورفاقت میں جلسہ سے فارغ ہوکر عازم بہاولپور ہوئے اور رات دفتر بہاولپور میں گزاری۔

**بھائی عبدالرحمن کی وفات:**

عبدالرحمن جامع مسجد و دفتر ختم نبوت ہاشمی کالونی گوجرانوالہ کے صف اول کے نمازی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے خدام میں سے تھے۔ مجلس کے اکابر و اصاغر سے محبت فرماتے، مجلس کے تبلیغی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے، جب بھی راقم گوجرانوالہ گیا مسکراتے ہوئے پیش آئے۔

۱۹؍اکتوبر حافظ محمد نعیم قادری نے کاموکی میں ’’مفتی محمود سیمینار و ختم نبوت کانفرنس‘‘ میں بندہ کو دعوت دی تھی۔ بندہ فارغ ہوکر رات دفتر گوجرانوالہ میں آگیا، صبح نماز کے بعد ملاقات ہوئی۔ راقم نے کہا کہ چناب نگر کا کیا پروگرام ہے؟ فرمانے لگے ابھی حاضر ہوں، بندہ کے ساتھ چناب نگر تشریف لے آئے اور دو تین راتیں بندہ کے کمرہ میں ہی آرام فرمایا، صبح تہجد کے لئے جب بھی اٹھے انتہائی خاموشی کے ساتھ اٹھ کر مسجد میں تشریف لے گئے۔ کانفرنس مکمل سنی، روٹی پکانے والی مشینیں بنانے کے ماہر تھے، چناب نگر کے روٹی پلانٹ کو چیک کیا۔ کانفرنس سے فراغت کے بعد واپس تشریف لے گئے، ۱۲؍محرم الحرام رات خیر و عافیت کے ساتھ سوئے، صبح نماز کے لئے نہ اٹھے تو گھر والوں کو تشویش ہوئی، فرزند ارجمند حافظ عبدالرحمن نے جگایا پھر حافظ صاحب کی والدہ محترمہ آئیں، دیکھا تو روح قفس عنصری سے پرواز کرچکی تھی، کیسے پُرسکون نیند سو رہے تھے، دوستوں کو اطلاع کی گئی۔ ۱۳؍محرم الحرام مطابق ۷؍نومبر ۲۰۱۴ء کو بعد نماز جمعہ نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں سینکڑوں مسلمانوں نے شرکت کی۔ نماز جنازہ کی امامت ان کے فرزند ارجمند قاری عطاء الرحمن نے کی اور انہیں رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا، ان کی رحلت سے مجلس ایک مخلص ورکر، مسجد صف اول اور تکبیر اولیٰ کے نمازی سے محروم ہوگئی۔ اللہ پاک ان کی مغفرت فرمائیں اور ان کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

**ساہیوال کے علماء کرام کا اجلاس:**

ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ ہمارے جمعیت طلبا اسلام کے زمانہ کے ساتھی ہیں۔ موصوف نے قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور سے ایم بی بی ایس کیا، بہاول وکٹوریہ ہسپتال میں چلڈرن کے شعبہ میں معالج رہے، ہاؤس جاب کے بعد چیچہ وطنی میں رحمن سرجیکل کے نام سے ہسپتال میں چلڈرن اسپیشلسٹ ہیں۔ ساہیوال میں پاک ایونیو میں اپنا خوبصورت مکان بنایا، ان کا حکم تھا کہ جب بھی ساہیوال آنا ہو تو شام کا کھانا اور رات کی رہائش میرے ہاں ہو۔ بندہ نے وعدہ کیا ہوا تھا، سیالکوٹ میں جمعہ کا ٹائم دیا ہوا تھا اور اس سے پہلے جمعرات لاہور کے لئے تو بدھ شام کا وعدہ کرلیا۔ چنانچہ رات عشاء کے بعد انہوں نے ساہیوال کے تقریباً بیس علماء کرام کو شام کے کھانا میں مدعو کیا ہوا تھا۔ الحمدللہ! ان علماء کرام سے تعارف و ملاقات کی

سبیل پیدا ہوگئی۔ چنانچہ راقم نے علماء کرام کو خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد نوراللہ مرقدہٗ کے خط کی طرف متوجہ کیا کہ حضرت والاؒ نے علماء کرام سے اپیل کی تھی کہ ہر ماہ کا ایک جمعہ ختم نبوت کے عنوان پر پڑھائیں تاکہ نئی نسل کو قادیانیت کے دجل وفریب سے آگاہ کیا جاسکے۔ علماء کرام نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ العزیز حضرت والاؒ کے حکم کی تعمیل کی جائے گی، رات کا قیام بھی ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ کے مکان پر رہا۔

**مسجد طوبیٰ پارک ایونیو میں درس:**

صبح کی نماز کے بعد مسجد طوبیٰ میں ''الیوم اکملت لکم دینکم'' پر درس ہوا اور آخر میں قادیانیوں سے عمرانی واقتصادی بائیکاٹ کی اپیل کی گئی، سامعین نے قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کا وعدہ کیا۔ مدرسہ عبداللہ بن مسعود کے مہتمم مولانا مفتی محمد صغیر احمد کے حکم پر ان کے مدرسہ میں حاضری دی اور فیصل موور کے ذریعہ لاہور روانگی ہوئی۔

**مرکزی مسجد انارکلی لاہور میں بیان:**

۱۳؍نومبر ظہر کی نماز مرکزی جامع مسجد انارکلی میں ادا کی۔ امام وخطیب مولانا محمد میاں سلمہ نے اعلان کردیا کہ میرے والد محترم حضرت مولانا میاں عبدالرحمٰنؒ کے دوست اور ختم نبوت کے مبلغ تشریف لائے ہیں، چنانچہ پندرہ بیس منٹ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت پر درس دیا۔

**جامع مسجد حسن دربار مارکیٹ میں درس:**

جامع مسجد حسن میں عصر کے بعد ''والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک'' پر بیس پچیس منٹ درس دیا۔

**چونڈہ کی فیصل مسجد میں خطبہ جمعہ:**

چونڈہ وہ تاریخی قصبہ ہے جس نے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں عظیم کردار ادا کیا۔ بھارت ایک لاکھ فوجیوں، چھ سو ٹینکوں، چار سو بڑی توپوں اور ہزاروں ہتھیار سجاکر پاکستان کو مٹانے کے لئے نکلا۔ پاک فوج کے جوان جسموں پر بم باندھ کر ٹینکوں کے آگے لیٹ گئے اور جام شہادت نوش کیا اور دشمن کے ٹینکوں اور توپوں کے پرخچے اڑادیئے، جس سے چونڈہ کا محاذ بھارتی ٹینکوں اور سورماؤں کا قبرستان بن گیا۔ اس تاریخی قصبہ میں فیصل مسجد کے نام سے اہل حق کا مرکز موجود ہے، جس کے امام وخطیب قاری محمد انور صاحب ہیں جو چوبیس سال سے ختم نبوت کی نمائندگی کررہے ہیں، ان کے حکم پر راقم نے خطبہ جمعہ دیا۔

**قاری غلام فرید پسروری کی عیادت:**

پسرور میں امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز مولانا مفتی بشیر احمد شاہیؒ مسجد پسرور میں ۱۹۲۵ء میں اپنے شیخ کے حکم سے تشریف لائے بنیادی طور ''وہوا ڈیرہ غازی خان'' کے رہنے والے تھے۔ شیخ کے حکم کی ایسی تعمیل کی کہ مدفن بھی پسرور بنا۔ مجلس احرار اسلام، جمعیت علماء اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تادم زیست وابستہ رہے۔ تحریک کشمیر، تحریک ختم نبوت اور ہر باطل کے مقابلہ میں درۂ عمرؓ تھے۔ متعدد مرتبہ قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ہتھکڑیاں، بیڑیاں، جیلیں ان کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہ کرسکیں۔ ۲۲؍دسمبر ۱۹۷۳ء کو انتقال فرمایا، شاہ جمن قبرستان میں محو استراحت ہیں۔ ان کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا رشید احمدؒ ان کے جانشین مقرر ہوئے، اپنے والد محترم کی طرح مرد میدان تھے، اپنے علاقہ میں ہر تحریک میں ہراول دستہ کا کردار ادا کیا، اب ان کے فرزندان گرامی خدمات سرانجام دے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اپنے والد اور دادا کے افکار ونظریات کا صحیح امین بنائے۔

**سائیں محمد حیات پسروریؒ:**

امیر شریعتؒ کے خدام میں سے تھے، تحریک ختم نبوت، تحریک کشمیر، تحریک خلافت، تحریک آزادی، تحریک موالات، تحریک نفاذ شریعت غرضیکہ ہر تحریک میں اپنی فی البدیہہ پنجابی شاعری کے ذریعہ لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کرتے رہے۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک میں بندہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شجاع آباد کا نام سن کر رو دیئے اور انہیں خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ یاد آگئے، سینے سے لگایا اور کافی دیر تک دعائیں دیتے رہے۔ انہوں نے اپنی شاعری سے پنجابی ادب کو مالا مال کیا۔ مشہور پنجابی شاعر استاذ دامن کے شاگرد تھے۔ ہاں تو میں قاری غلام فرید اعوان کی خدمت میں حاضری اور ان کی عیادت کا تذکرہ کررہا تھا۔ موصوف نصف صدی سے قرآن پاک کی پسرور میں خدمت میں مصروف ہیں۔ مدرسہ حیات القرآن کے علاوہ کئی ایک مدارس کا نظم چلارہے ہیں۔ پانچ چھ ماہ قبل فالج کا اٹیک ہوا اب قدرے بہتر ہیں۔ ان کی عیادت کی اور ان سے دعائیں لینے کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد قاسم کی معیت میں ''منڈی گورایہ'' تحصیل ڈسکہ میں ہونے والی ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔

**ختم نبوت کانفرنس:**

ختم نبوت کانفرنس مارکیٹ میں منعقد ہوئی، صدارت شیخ الحدیث دارالعلوم مدنیہ ڈسکہ مولانا حافظ محمد اسحاق نے کی۔ کانفرنس سے مولانا محمد ایوب خان ثاقب، مولانا مفتی کفایت اللہ ہزاروی، راقم الحروف کے علاوہ مقامی علماء کرام نے بھی خطاب کیا۔ حافظ فیصل بلال، مولانا محمد قاسم گجر اور دوسرے نعت خواں حضرات نے اپنی آواز کے جادو جگائے۔ کانفرنس کی نقابت کے فرائض مولانا عبدالحمید نے سرانجام دیئے۔ مولانا فقیر اللہ اختر کی معیت ونگرانی میں چونڈہ، پسرور اور منڈی گورایہ کے پروگرام ہوئے۔ مولانا رات ساڑھے گیارہ والے ٹائم پر مظفر گڑھ تشریف لے گئے، جبکہ بندہ نے رات گوجرانوالہ دفتر گزاری۔

**بھائی عبدالرحمٰن کے ورثاء سے اظہار تعزیت:**

۶،۷رنومبر کی درمیانی شب میں انتقال فرمایا، جس کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں گزر چکا۔ ۱۶رنومبر صبح کی نماز کے بعد راقم نے جامع مسجد ختم نبوت میں موصوف کی مغفرت کے لئے قرآن خوانی اور دعائے خیر کرائی۔ ناشتہ کے بعد چناب نگر کے لئے روانگی ہوئی۔ ظہر کی نماز جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی میں ادا کی۔ اساتذہ کرام اور مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا رضوان عزیز سے ملاقات ہوئی۔ کورس میں شریک علماء کرام کے لئے بندہ کے ذمہ ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' اور ''قادیانی شبہات کے جوابات جلد دوم'' لگی۔ ۱۷رنومبر کو ساڑھے آٹھ بجے شبہات جلد دوم جو حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات اور رفع ونزول سے متعلق ہے شروع کی۔

**چناب نگر میں حضرت ناظم اعلیٰ صاحب کی تشریف آوری:**

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم ۱۶رنومبر رات گئے چناب نگر تشریف لائے، آپ کے ساتھ مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا محمد انس بھی تھے۔ رات کا قیام آپ نے دفتر چناب نگر میں کیا، آپ اپنے دونوں ساتھیوں سمیت ایبٹ آباد کانفرنس میں خطاب کے بعد تشریف لے آئے۔ آپ نے مدرسہ کے اساتذہ کرام مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا محمد احمد، مولانا محمد امین، حافظ غلام یاسین اور دیگر رفقاء سے ملاقات کی۔ بندہ بھی حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ناشتہ کے بعد ملتان کے لئے عازم سفر ہوئے۔

**مولانا محمد یوسف چنیوٹی:**

موصوف جامعہ اشرفیہ لاہور کے فاضل ہیں، تعلیم کے زمانہ سے دفتر کے ساتھ وابستہ چلے آرہے ہیں، آج کل چناب نگر کے مضافات میں ''چمن عباس'' میں مڈل اسکول میں ٹیچر ہیں۔ موصوف نے بتلایا کہ کانفرنس کے دنوں میں چناب نگر کے قادیانی سہمے سہمے نظر آتے تھے۔ ان کے تعلیمی ادارے بھی بند ہے اور انہوں نے سرکاری تعلیمی اداروں میں بھی اپنے بچوں کو نہیں جانے دیا، حالانکہ کانفرنس ۳۳ سال سے منعقد ہوتی چلی آرہی ہے۔ کانفرنس کی وجہ سے کسی قادیانی کی نکسیر تک نہیں پھوٹی اور نہ ہی کسی قادیانی کے گھر کوئی روڑہ اور پتھر پھینکا گیا۔ موصوف نے بتلایا کہ قادیانی جمعہ کے روز بیریئر لگا کر راستے بند کردیتے ہیں، جس سے آنے جانے والوں کو تنگی ہوتی ہے۔ قادیانی اندرون شہر آج بھی اپنی اسٹیٹ اندر اسٹیٹ بنائے ہوئے ہیں۔ ان کے اپنے سول کورٹ، سیشن کورٹ، ہائی کورٹس ہیں۔ پاکستان اسٹیٹ کے متوازی نظام ہے۔ جس کی وجہ سے حکومت کی رٹ نہ صرف متاثر ہورہی ہے، بلکہ قادیانی حکومت کی رٹ کو نہیں مانتے لیکن حکمران آستین کے ان سانپوں سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں۔ قادیانی اخلاق وکردار کے اعتبار سے اتنے گندے ہیں کہ روزانہ کئی کئی اسکینڈل سامنے آتے ہیں، لیکن قادیانی انتظامیہ انہیں ڈنڈے کے زور سے دبائے رکھتی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مراکز کی مساعی جمیلہ سے کئی قادیانی خاندانوں کو اللہ پاک نے اسلام کی دولت سے سرفراز فرمایا۔

**جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی کے شب وروز:**

ہر روز صبح کی نماز کے بعد سورۂ یٰسین کی اجتماعی تلاوت ہوتی ہے، ظہر کے بعد فضائل اعمال کی تعلیم ہوتی ہے، عصر کے بعد درود شریف کی محفل ہوتی ہے، مغرب کی نماز کے بعد اکثر اساتذہ وطلباء کرام اوابین کے نوافل ادا کرتے ہیں، جبکہ عشاء کی نماز کے بعد سلسلہ قادریہ راشدیہ کے مطابق اجتماعی ذکر جہری کی مجلس منعقد ہوتی ہے۔ جامعہ کے صدر مدرس مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ اجتماعی ذکر کراتے ہیں، ذکر جہری سے مسجد کے درودیوار گونج اٹھتے ہیں، جب سے ذکر کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ عصر کی نماز کے بعد بلامبالغہ ہزاروں چڑیاں پورے چناب نگر سے جمع ہوجاتی ہیں اور خوب شور مچاتی ہیں، کچھ دیر کے بعد ایک منٹ کے لئے خاموش ہوجاتی ہیں، پھر خوب بولتی ہیں، درمیان میں تھوڑی دیر چپ کر جاتی ہیں، اس طرح دوتین مرتبہ خاموش ہوتی ہیں اور پھر اڑ جاتی ہیں، گویا ہزاروں چڑیاں ذکر جہری کرتی ہیں اور یہ روزانہ مغرب سے تھوڑی دیر پہلے جمع ہوتی ہیں اور مغرب کے بعد تھوڑی دیر ذکر کرنے کے بعد اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوجاتی ہیں۔

**مولانا محمد احمد لدھیانوی سے اظہار تعزیت:**

سپاہ صحابہ پاکستان کے مرکزی سرپرست اعلیٰ مولانا محمد احمد لدھیانوی حفظہ اللہ کے جواں سال داماد دوروز قبل ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں شہید ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی اہلیہ کے علاوہ مولانا محمد احمد لدھیانوی کی ایک اور بچی، نواسیاں، نواسے زخمی ہوگئے۔ ۱۹رنومبر قبل از دوپہر مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی قیادت میں راقم الحروف، مولانا رضوان عزیز، مولانا عبدالرشید غازی نے فیصل آباد دارالقرآن میں ان سے ملاقات کی۔ مرحوم کی ناگہانی وفات پر ان سے تعزیت کا اظہار کیا اور زخمیوں کی صحتیابی اور مرحوم کی مغفرت کی دعا کی۔ اس موقع پر مجلس کی مرکزی شوریٰ کے رکن اور جامعہ دارالقرآن فیصل آباد کے مہتمم مولانا قاری محمد یاسین مدظلہ اور مولانا قاری عزیز الرحمٰن رحیمی بھی موجود تھے۔ اس دوران ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاری مدظلہ کی دعوت پر مسلکی جماعتوں کے مشترکہ اجلاس میں ہونے والے فیصلوں پر تحسین کا اظہار کیا اور دونوں جماعتوں کے راہنماؤں نے بھرپور تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ مجلس کے راہنما تقریباً ایک گھنٹہ تک مولانا محمد احمد لدھیانوی کے پاس رہے۔

(باقی صفحہ ۲۷ پر)

# عالم اسلام کی ابتری کے اسباب

## طاقت کا عدم توازن اور اعتدال وتناسب کا فقدان

مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

دنیا کے دیگر مذاہب ونظریات اور مادی افکار وفلسفات کے مقابلہ میں مذہب اسلام کا امتیازی وصف اس کی جامعیت، وحدت اور عمل وطریقۂ عمل میں تناسب وتوازن ہے، وحدت اسلام کا بنیادی ستون اور اسلام دین توحید ہے، یہی وجہ ہے کہ توحید کی جلوہ گری زندگی کے ہر میدان میں نظر آتی ہے، خواہ اس کا تعلق عقیدہ سے ہو یا عبادت سے، اخلاق سے ہو یا معاملات سے، اس لئے کہ عقیدۂ توحید ہی وہ دنیاوی فیکٹر ہے جو مومن میں احساس ذمہ داری کے جذبات کو جنم دیتا ہے اور پھر اسی شعور واحساس کے نتیجہ میں وہ اپنی ذمہ داری کا پاس ولحاظ اپنے جملہ اقوال وافعال اور حرکات وسکنات میں رکھتا ہے اس ایمان ویقین کے ساتھ کہ اسے اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونا ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ وہ خدا کے احکام وحدود کا امین وپاسبان ہوتا ہے اور ان سے ذرہ برابر بھی پہلوتہی اختیار نہیں کرتا:

"تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَعْتَدُوْھَا وَمَن یَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَأُوْلٰـئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْن." (البقرہ:۲۲۹)

ترجمہ: "یہ اللہ کے طے کردہ حدود ہیں تو ان سے تجاوز مت کرنا اور جو اللہ کے حدود سے تجاوز کرتا ہے تو وہی لوگ ناانصاف ہیں۔"

وہ ہر ایسے فعل کے ارتکاب سے باز رہتا ہے جو خدا کے احکام سے متصادم ہوتا ہے اور پھر اسی احساس کے غلبہ کی وجہ سے وہ زندگی کے ہر میدان میں صحیح خطوط پر چلتے ہوئے اپنا سفر حیات جاری رکھتا ہے، قرآن کریم میں اس کا تذکرہ اس طرح آیا ہے:

"یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسٰی أَن یَکُوْنُوْا خَیْراً مِّنْھُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسٰی أَن یَکُنَّ خَیْراً مِّنْھُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْا أَنفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْإِیْمَانِ وَمَن لَّمْ یَتُبْ فَأُوْلٰـئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ" (الحجرات:۱۱)

ترجمہ: "اے ایمان والو! کوئی قوم دوسری قوم کی ہنسی نہ اڑائے، ہوسکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کی ہنسی کریں، بہت ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہوں اور ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ اور نہ بُرے ناموں سے پکارو، ایمان کے بعد گناہ کا نام ہی بُرا ہے اور جنہوں نے توبہ نہیں کی تو وہی ناانصاف ہیں۔"

"یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُوْنُوْا قَوَّامِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلٰی أَلَّا تَعْدِلُوْا اعْدِلُوْا ھُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَاتَّقُوْا اللّٰہَ إِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ." (المائدہ:۸)

ترجمہ: "اے ایمان والو! انصاف کے ساتھ گواہی دینے کو اللہ کے لئے کھڑے ہوجایا کرو اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو، انصاف کرتے رہو، یہی تقویٰ سے قریب تر ہے، اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ تمہارے کاموں سے خوب واقف ہے۔"

قرآن کریم نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس نے اخلاق وآداب کے جزئیات تک کی تعلیم دی کہ آواز کو بلند کرنا، گدھوں کی طرح چیخنا چلانا اور چال ڈھال، کردار وعمل، بول چال، رفتار وگفتار میں غرور وگھمنڈ اور تکبر اللہ کو پسند نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْأَرْضِ مَرَحاً إِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِکَ إِنَّ أَنکَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ" (لقمان:۱۸،۱۹)

ترجمہ: "اور لوگوں کے لئے گال نہ پھلاؤ اور نہ زمین میں اکڑ کر چلو، بلاشبہ کسی اکڑنے والے، اترانے والے کو اللہ پسند نہیں کرتا اور درمیانی چال چلو اور آواز دھیمی رکھو، یقیناً بدترین آواز گدھوں کی آواز ہے۔"

اسی طرح اسلام کا ایک نمایاں امتیاز یہ بھی ہے کہ اس نے ہر شعبۂ زندگی میں نرم خوئی ونرم روی، حسن اخلاق اور رحم دلی کی تعلیم دی ہے: "ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء"... تم زمین والوں پر رحم کرو، عرش والا تم پر رحم کرے گا... اور کہیں یہ پیغام دیا: "من لا یرحم لا یرحم" ... جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا... یہ ہیں وہ کلیدی اور بنیادی اسلامی ہدایات وتعلیمات جن کے نتیجہ میں اسلامی معاشرہ ایک ایسا مثالی معتدل اور متوازن معاشرہ بن کر سامنے آتا ہے، جہاں اخوت ومحبت، باہمی تعاون وہمدردی اور غمخواری وخیر خواہی کی بالادستی قائم ہوئی ہے، اپنے وپرائے بلکہ دشمنوں کے ساتھ بھی نرمی اور عفو ودرگزر کا معاملہ کیا

جاتا ہے، انسان تو انسان ہے جانوروں کے ساتھ بھی نرمی برتی جاتی ہے، بلکہ کیڑے مکوڑوں کے ساتھ بھی رحمت و شفقت کا حکم ہے اور اس سلسلہ میں واضح تعلیمات موجود ہیں۔

وحدت و اجتماعیت، یکجہتی و مساوات، رحم و شفقت اور بغیر کسی اونچ نیچ بھاؤ کے تمام انسانوں کے ساتھ ہمدردی اور رحم دلی کے علاوہ اسلام کا ایک امتیازی پہلو یہ بھی ہے کہ وہ عقائد و عبادات سے لے کر اخلاق و معاملات تک غرض ہر شعبۂ زندگی میں توازن و تناسب اور ترتیب کو اپنانے کی تعلیم دیتا ہے اور یہ ترتیب اسلام کے عباداتی نظام میں بھی موجود ہے، مثلاً نماز اور دیگر ارکان میں اور اس ترتیب کا تذکرہ قرآن میں نماز، زکوۃ، روزہ اور حج کے تعلق سے جا بجا موجود ہے، اسی طریقہ سے تناسب و توازن میں بھی ترتیب ہے کیونکہ اگر ترتیب کا پہلو سامنے نہیں ہوگا تو وہ عمل بے سود اور بے اثر ثابت ہوگا۔ یہی اسلام کی بنیادی خصوصیت ہے جس میں پہلی چیز وحدت اور دوسری چیز عمل میں ترتیب اور تناسب و توازن ہے۔ لیکن آج جب ہم موجودہ حالات پر نظر ڈالتے ہیں اور مسلم ملکوں میں سرگرم اداروں اور تحریکوں و تنظیموں کی ناکامی اور شکست کے اسباب تلاش کرتے ہیں تو اس کا بنیادی سبب یہ نظر آتا ہے کہ ان میں وحدت کا فقدان ہے، عمل و طریقۂ عمل اور سلوک و معاملات میں ترتیب و تناسب اور توازن کا فقدان ہے بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ پیمانوں و معیاروں کا عدم توازن، ترجیحات کا خیال نہ رکھنا، سلوک و معاملات میں اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی، خدائی احکام و قوانین کی پامالی اور اللہ کے حدود سے تجاوز، یہی وہ بنیادی اسباب ہیں جن کی وجہ سے اسلامی تنظیمیں پوری دنیا میں اور خاص طور سے عربی دنیا میں ناکامیوں سے دوچار ہو رہی ہیں اور اس کے برعکس اعمال و سرگرمیوں میں تشدد و قدامت پرستی، قریب و بعید اور دوست و دشمن کے حقوق کا احترام نہ کرنا معاصر زندگی میں غالب نظر آتا ہے۔

اسلام نے قتل ناحق کو ایک شنیع اور ناقابل معافی اور کفر کے مترادف جرم قرار دیا ہے، لیکن اس کے باوجود مسلمان اس کے مرتکب ہو رہے ہیں، آج صورت حال یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے خون سے اپنی تشنگی بجھا رہا ہے اور جرم بالائے جرم یہ کہ جو اس کی فکر ہے، اس کے نظریہ سے، اس کے منہج و طریقہ کار سے اختلاف کرتا ہے اس کو بھی وہ اپنا باغی، مجرم اور قتل کا مستحق گردانتا ہے، اسلام تو جانوروں کو بھی بے رحمی و بے دردی سے ذبح کرنے سے روکتا ہے۔ لیکن افسوس آج ہمارے معاشرہ میں ایسے افراد پیدا ہو گئے ہیں، جو جانوروں سے بھی بدتر طریقہ پر انسانوں کا خون بہا رہے ہیں اور انہیں وحشیانہ سزاؤں سے دوچار کر رہے ہیں بلکہ یہ ظالمانہ واقعات اور مظالم کو عالمی میڈیا دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے، جس سے غیر مسلمانوں کے اندر اسلام اور مسلمانوں کے تئیں یہ احساس پیدا ہو رہا ہے کہ اسلامی کاز کے علمبردار ظالم اور درندے ہیں اور پھر وہ ان ظالمانہ کارروائیوں کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں بلکہ خود قرآن کریم کو ایک ایسی کتاب قرار دیتے ہیں جو تشدد و بربریت کی تعلیم دیتی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں بے شمار ایسی آیات موجود ہیں جو شفقت و ہمدردی، رحم و کرم، عفو و درگزر اور صبر و برداشت کی تعلیم دیتی ہیں:

"واصبر علی ما اصابک ان ذلک من عزم الامور۔" (لقمان:۱۷)

ترجمہ: "اور تمہیں جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کرتے رہو یقیناً یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔"

"واصبر علی ما یقولون واهجرهم هجراً جميلاً۔" (مزمل:۱۰)

ترجمہ: "اور ان کی باتوں پر صبر کیجئے اور خوبصورت طریقہ پر ان سے کنارہ کشی اختیار کیجئے۔"

پورے عالم اسلام کی آج یہی صورت حال ہے، اس صورت حال کے ذمہ دار تشدد اور غلو پسند افراد ہیں اور اس کی وجہ سے موجودہ نسل سامراجیوں اور دشمنان اسلام کے مظالم کو بھول گئی ہے، لہٰذا عمل اسلامی کے میدان میں کام کرنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ اس طریقہ کار کو چھوڑ دیں جو مغرب کا دیا ہوا ہے اور وہ ظلم و تشدد اور جبر و اکراہ پر مبنی ہے اور اس منہج عمل اور طریقہ کار کو اختیار کریں جو قرآن پیش کرتا ہے:

"وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّن دَعَا إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحاً وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ○ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ○ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ○ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" (سورۂ فصلت:۳۶،۳۳)

ترجمہ: "اور اس سے اچھی بات کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور اچھے کام کئے اور کہا کہ میں تو فرمانبرداروں میں سے ہوں اور اچھائی اور برائی دونوں برابر نہیں ہیں (بری بات کا) جواب ایسا دو جو بہت اچھا ہو تو دیکھو گے کہ جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی تھی اب گویا وہ جگری دوست ہے اور یہ بات اسی کو ملتی ہے جو صبر کرنے والے ہوں اور اسی کو ملتی ہے جو بڑی قسمت والا ہو اور اگر شیطان کی طرف سے تمہیں کچوکا لگے تو اللہ کی پناہ چاہو، یقیناً وہ خوب سنتا اور خوب جانتا ہے۔" ☆☆☆

## عصرِ حاضر کی

# گیارہ عظیم عالمی شخصیات!

دوسری قسط

مولانا مفتی سیّد محمد زین العابدین

۷:... مولانا فضل الرحمٰن (امیر جمعیت علمائے اسلام پاکستان):

مولانا فضل الرحمٰن ۲۱ راگست ۱۹۵۳ء کو ڈیرہ اسماعیل خان (صوبہ خیبر پختونخوا) کے گاؤں عبدالخیل میں مولانا مفتی محمودؒ کے گھر میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم جامعہ قاسم العلوم ملتان میں حاصل کی، پھر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں داخل ہوئے اور وہیں سے ۱۹۷۷ء میں درس نظامی سے فراغت حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا مفتی محمودؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ، مفتی محمد فریدؒ، مولانا محمد حسن جانؒ اور مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب وغیرہ حضرات شامل ہیں۔ تعلیم سے رسمی فراغت کے بعد جامعہ قاسم العلوم ملتان میں بحیثیت مدرس اور نائب مفتی آپ کا تقرر ہوا، پھر بڑھتے بڑھتے بڑے درجات کی کتابیں بھی پڑھائیں۔ ۱۹۸۰ء میں مولانا مفتی محمودؒ کا وصال ہوا، اس کے بعد سے آپ عملاً سیاسی میدان میں آئے اور جمعیت علمائے اسلام کے ناظم اعلیٰ کے عہدے سے ہوتے ہوئے مرکزی امیر کے عہدے تک پہنچے۔ چار مرتبہ قومی اسمبلی کے ممبر مقرر ہوئے، ایک بار قائد حزب اختلاف رہے، دو مرتبہ کشمیر کمیٹی کے چیئرمین رہے، ۲۰۰۲ء میں دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث اور مودودی مکاتب فکر کا ایک مشترکہ سیاسی پلیٹ فارم "متحدہ مجلس عمل" کے نام سے بنایا گیا، آپ اس کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ تحاریک ختم نبوت میں بھی بھرپور شرکت کی۔

غرض مولانا فضل الرحمٰن پاک و ہند کے باثر سیاسی لیڈر ہیں، وہ ایک سلجھے ہوئے اور منجھے ہوئے سیاست دان بھی ہیں، ان کی اچھی اور مدبرانہ سیاسی سوچ کے اپنے تو اپنے غیر بھی قائل ہیں، اس کے ساتھ ساتھ وہ دینی علوم میں بھی ملکہ راسخہ رکھتے ہیں، ان کے والد مولانا مفتی محمودؒ بھی بڑے باصلاحیت عالم اور شفاف سیاست دان تھے، اب مولانا فضل الرحمٰن ان کی جگہ پر ہیں، آپ سیاسی ومذہبی جماعت جمعیت علمائے اسلام کے امیر ہیں، میرے خیال میں مسلم دنیا میں ان کے مؤثر ہونے کی وجہ پاکستان کے اندر دینی شعائر بالخصوص مدارس کا دفاع کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی مفاہمانہ سیاسی پالیسی ہے، وہ ہر حکومت سے بنا کر رکھتے ہیں اور اب ان کے مخالفین کو بھی ان کی سیاسی پالیسی مطمئن کررہی ہے۔

آپ گزشتہ کئی سالوں سے حکومت میں بطور رکن قومی اسمبلی کشمیر کمیٹی کے چیئرمین مقرر ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن کے پاکستان میں لاکھوں عقیدت مند ہیں جو ان کو دیوانہ وار چاہتے ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن کی جماعت جمعیت علماء اسلام پاکستان کے صوبوں خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں بہت اثر ورسوخ رکھتی ہے۔ بلوچستان میں ہمیشہ ان کی جماعت کے بغیر کوئی پارٹی حکومت نہیں بنا سکی ہے۔ اور خیبر پختونخوا میں بھی اس وقت اپوزیشن لیڈر جمعیت علماء اسلام کے جناب اکرم خان درانی ہیں، جو گزشتہ دور میں صوبے کے وزیر اعلیٰ بھی تھے۔

دراصل مولانا فضل الرحمٰن کی شخصیت کی تصویر اتنی پھیلی ہوئی ہے اور اس کے درخشاں گوشے اتنے ہیں کہ ان سب کا احاطہ کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ مولانا کے اندر ایک داعی حق، ایک متکلم اسلام، ایک مفکر حیات، ایک ادیب، ایک سیاسی قائد، ایک تنظیم کار اور ایک بیباک مجاہد بیک وقت جمع ہیں۔ ان کی شخصیت سیاسی وتاریخی اور علمی وانقلابی ہر دو لحاظ سے بے حد اہم ہے۔ اور پھر اس کے ساتھ حسن کردار کے اجتماع نے ان کو اپنے دور کی ایک عبقری شخصیت بنادیا ہے۔

مولانا کی عظمت تاریخی لحاظ سے یہ ہے کہ وہ وقت کی ہوا کے ساتھ چلنے پر ایک لمحہ کے لئے بھی راضی نہیں ہوئے بلکہ برابر ہوا کا رخ بدلنے کے لئے کوشاں ہیں۔

"مرد وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں"

مولانا فضل الرحمٰن نے اس کوشش میں اپنی پوری صلاحیتیں کھپادی ہیں کہ حالات کے سامنے جھک کر اپنے اصولوں کو مسخ کرنے کے بجائے ہم اصولوں کو قائم رکھنے کے لئے حالات سے جنگ کریں۔ اسلام کو ہم اپنی سہل طلبی کی وجہ سے تاریخ کے دھارے کے تابع نہ کردیں بلکہ تاریخ کو تابع کریں کہ وہ اسلام کے منشاء کے مطابق رہے۔ مولانا کا مشن یہ ہے کہ ہم امریکی تہذیب وسیاست اور مغربیت کے سانچے میں نہ ڈھل جائیں بلکہ امریکی نظام اور مغربیت کے مقابل میں اسلامی نظریہ حیات وتہذیب برپا کریں۔

سیاسی حلقوں بلکہ دنیا بھر میں مولانا فضل الرحمٰن نے اسلام کو انفرادی مذہب کی حیثیت سے نہیں، بلکہ پوری زندگی کے بہترین نظام عدل کی حیثیت سے متعارف کرایا ہے اور بے شمار دلوں کو اس کی بہتری کے اعتراف پر مجبور کردیا ہے۔ اتنا ہی نہیں، بلکہ انہوں نے اس نظام کو عملاً قائم کرنے کی جدوجہد کے لئے نوجوان

طاقت کو اٹھ کھڑا کیا ہے۔ مولانا فضل الرحمن نے قوم کو جماعتی نظم میں پرو دیا، ان کی تربیت کی، نصب العین کے لئے ان کو وقت، جان اور مال کی قربانی کا درس دیا، ان کو سیاسی و عمرانی مسائل کا گہرا شعور دیا، ان کو مفاد کی کشمکش سے بے نیاز رہ کر زندگیوں کو انسانی اور ملکی خدمات کے لئے وقف رکھنے کا جذبہ دیا، پھر اس قوت کے بل بوتے پر ایک طرف الحاد پسند امریکہ، مغرب پرست اور جاہ طلب عناصر کی مزاحمت نظریاتی اور سیاسی میدانوں میں جاری رکھی تو دوسری طرف ملک کے عوام کو اسلامی نظام کے لئے تیار کرنے کی مہم چلائی۔ وقت کے مسائل سے جمہور کو آگاہ رکھنے کے لئے دینی مدارس اور جمعیت سے وابستہ سلجھے ہوئے خطیبوں اور مقررین کی ایک بہت بڑی ٹیم میدان میں اُتاری، نوجوان طلبا کو الحاد، کمیونزم اور مغربیت کا مقابلہ تعلیمی دائروں میں کرنے کی ان کو تربیت دی۔

بدقسمتی سے مولانا کو نہایت گھٹیا حریفوں سے سابقہ پڑا اور زمانے نے اس داعی اصلاح وفلاح اور داعی اسلام کا خیر مقدم گالیوں، پھبتیوں، الزام تراشیوں اور اتہام و بہتان سے کیا اور یہ سلسلہ کسی نہ کسی حد تک برابر جاری رہا ہے۔ قید و بند کے دور آئے، ظلم و جور کی یہ بھٹی ہر داعی کے لئے گرم کی جاتی ہے کیونکہ بغیر اس سے گزرے کھرے کھوٹے ہونے کا امتیاز نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے عشق کی نگری کا دستور یہ ہے کہ کلمہ خیر کہئے اور گالیاں کھایئے، پھول برسایئے اور کانٹوں سے دامن بھریئے، موتی لٹایئے اور پتھر کھایئے، بے لوث خدمت کیجئے اور مجرم ٹھہریئے، راستی کے مسلک پر چلئے اور تعزیر بھگتئے۔ مولانا کی شخصیت بفضلہ تعالیٰ ان تمام بھٹیوں سے گزر کر کندن بن چکی ہے اور آج امتحان بلا کی لذت کشی نے ایسی صورت پیدا کر دی ہے کہ مولانا فضل الرحمن راہ حق کی علامت ٹھہرتے ہیں۔

بہر حال مولانا فضل الرحمن کے لئے ان کا اپنا ایمان و کردار ان کا مقام متعین کرنے کے لئے کافی ہے۔ مگر معاصرت زدہ عناصر (خصوصاً سیاسی حلقے) جب کسی کام کے آدمی کے گرد غلط فہمیوں کا غبار پھیلا دیتے ہیں تو بہت سے لوگ اس سے استفادہ کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں تا آنکہ حقیقت خود ان پر آشکار ہو۔

بڑا سوال یہ ہے کہ معاشرے، میں تاریخ میں اور اپنے دور میں ان کی جگہ کیا ہے؟ معاشرے میں لوگوں نے انہیں زیادہ سے زیادہ علماء کی صفوں میں جگہ دی ہے، تاریخی کشاکشی کے لحاظ سے انہیں حریفوں نے ایک اقتدار طلب شخصیت کے رنگ میں دکھانا چاہا ہے اور موجودہ دور کے لحاظ سے انہیں بیرونی اور اندرونی مخالفین نے مغرب کے اسلام دشمن پراپیگنڈہ کی مروجہ اصطلاح کے مطابق ایک قدامت پسند اور رجعتی شخصیت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ معاشرے کے موجودہ طبقوں میں کسی بھی مقام پر مولانا کی ذات پوری طرح نصب نہیں ہوتی، ان کے لئے ایک نئی جگہ درکار ہے کیونکہ وہ حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں طبقوں کے درمیان قوم وملت کے لئے ایک نجات دہندہ کی حیثیت سے کھڑے ہیں۔ تاریخی کشمکش کے لحاظ سے وہ اسلامی نظریہ اور اصولوں کو بالادستی عطا کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ امریکی معبودیت اور مادیت کا طلسم توڑ کر انسانیت کی لازوال اخلاقی قدروں کی بنیاد رکھنے کے خواہاں ہے۔ مگر کم لوگ اُن کے صحیح مقام کو جان سکتے ہیں۔

**۸:... شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان (صدر وفاق المدارس العربیہ، الجامعات الاسلامیہ پاکستان):**

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان اس وقت نوے کے پیٹے میں ہیں، اس کے باوجود بخاری شریف کا درس دیتے ہیں، وفاق المدارس جو دینی مدارس کا بورڈ ہے، اس کے اجلاسات میں صدر ہونے کی حیثیت سے بھرپور انداز میں شرکت کرتے ہیں، اس کے علاوہ بھی ملکی وملی مسائل میں بذات خود دلچسپی لے کر اس کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ہماری رائے میں ان کی مقبول شخصیت ہونے کا راز پچاس سال سے مسلسل بخاری شریف کی تدریس جاری رکھنے میں مضمر ہے، اس لئے کہ اسی دوران ایسی شخصیات نے اُن سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے جو بذات خود مؤثر شخصیات کی فہرست میں ہیں، جن میں سے مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کی شخصیت واضح مثال ہے۔ پھر اس کے ساتھ وہ ایسے بورڈ کے صدر ہیں جس سے الحاق شدہ مدارس کی تعداد دیگر تمام مکاتب فکر کے مدارس سے زیادہ ہے۔ ایک یہ وجہ بھی آپ کے مؤثر ہونے کی ہوسکتی ہے۔

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان کی شخصیت برصغیر پاک وہند کے علمی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کے اجداد پاکستان کے جس علاقے سے ہندوستان منتقل ہوئے، آج وہ علاقہ خیبر ایجنسی میں تیراہ کے قریب چورا کہلاتا ہے۔ آپ ۲۵ دسمبر ۱۹۲۶ء کو ہندوستان کے ضلع مظفر نگر کے مشہور قصبہ حسن پور لوہاری کے ایک معزز خاندان میں پیدا ہوئے، آپ کا تعلق آفریدی پٹھانوں کے ایک خاندان ملک دین خیل سے ہے۔ حسن پور لوہاری ہمیشہ اکابرین کا مسکن و مرجع رہا ہے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے شیخ میاں جی نور محمد صاحبؒ ساری زندگی اسی گاؤں میں سکونت پذیر رہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مشہور خلیفہ مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ کے مدرسہ مفتاح العلوم میں حاصل کی۔ ۱۹۴۲ء میں آپ اپنے تعلیمی سلسلے کی تکمیل کے لئے ازہر ہند، دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے، جہاں آپ نے فقہ، حدیث، تفسیر ودیگر علوم وفنون کی تکمیل کی اور ۱۹۴۷ء میں آپ نے امتیازی نمبرات کے ساتھ سند فراغت حاصل کی۔ یہاں آپ کے اساتذہ میں شیخ

الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا اعزاز علیؒ اور مولانا ابراہیم بلیاویؒ وغیرہ شامل رہے۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپ نے اپنے علاقے میں موجود اپنے استاذ و مربی مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ، خلیفہ خاص حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی زیر نگرانی مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد میں تدریسی وتنظیمی امور انجام دینے شروع کئے۔ آٹھ سال تک شب وروز کی انتہائی مخلصانہ محنت کا یہ نتیجہ سامنے آیا کہ مدرسہ حیرت انگیز طور پر ترقی کی راہ پر گامزن ہو گیا اور مدرسہ کے طلبا کا تعلیمی اور اخلاقی معیار اس درجہ بلند ہوا کہ دارالعلوم دیوبند اور دیگر بڑے تعلیمی اداروں میں یہاں کے طلبا کی خاص پذیرائی ہونے لگی۔

مدرسہ مفتاح العلوم میں آٹھ سال کی شبانہ روز محنتوں کے بعد شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی قائم کردہ پاکستان کی مرکزی دینی درس گاہ دارالعلوم ٹنڈو الہ یار سندھ میں تدریسی خدمات انجام دینے کے لئے پاکستان تشریف لے آئے۔ تین سال یہاں پر کام کرنے کے بعد آپ ملک کے معروف دینی ادارہ جامعہ دارالعلوم کراچی میں تشریف لائے اور پھر مسلسل دس سال دارالعلوم کراچی میں حدیث، تفسیر، فقہ، تاریخ، ریاضی، فلسفہ اور ادب عربی کی تدریس میں مشغول رہے، اسی دوران آپ ایک سال مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے اصرار پر جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں دارالعلوم کی تدریس کے ساتھ ساتھ فارغ اوقات میں مختلف اسباق پڑھانے کے لئے تشریف لاتے رہے۔

قدرت نے آپ کی فطرت میں عجیب دینی جذبہ ودیعت فرمایا تھا جس کے باعث آپ شب وروز کی مسلسل اور کامیاب خدمات کے باوجود مطمئن نہیں تھے اور علمی میدان میں ایک نئی دینی درس گاہ (جو موجودہ عصری تقاضوں کو بھی پورا کرتی ہو) کی تاسیس کو ضروری خیال فرماتے تھے۔ چنانچہ ۲۳؍ جنوری ۱۹۶۷ء مطابق شوال ۱۳۸۷ھ میں آپ نے جامعہ فاروقیہ کراچی کی بنیاد رکھی۔ آپ کی یہ مخلصانہ کوشش اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں اتنی قبول ہوئی کہ تاسیس جامعہ کے بعد سے لے کر اب تک (سن ۲۰۰۷ء) کے مختصر عرصہ میں جامعہ نے تعلیمی وتعمیری میدان میں جو ترقی کی ہے وہ ہر خاص و عام کے لئے باعث حیرت ہے۔ فللہ الحمد علی ذلک۔ آج الحمدللہ! جامعہ فاروقیہ کراچی ایک عظیم دینی و علمی مرکز کی حیثیت سے پاکستان اور بیرون پاکستان ہر جگہ مشہور و معروف ہے اور یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل واحسان اور شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب کی مخلصانہ جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ (جاری ہے)

---

جامعہ قاسم العلوم ملتان میں خطبہ جمعہ:

جامعہ قاسم العلوم ملتان، قیام پاکستان سے پہلے سے موجود ہے۔ جامعہ کی بنیاد شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے رکھی۔ جامعہ کے بانی مولانا مفتی محمد شفیع ملتانی تھے۔ ایک عرصہ تک جامعہ کچہری روڈ پر رہا۔ گلگشت کالونی کے قیام کے بعد جامعہ کے لئے وسیع وعریض رقبہ حاصل کیا گیا، جس میں خوبصورت وسیع و عریض مسجد، دارالحدیث، درسگاہیں، طلبا کرام کے لئے دارالاقامہ، اساتذہ کرام کی رہائش گاہیں بنائی گئیں۔ جامعہ کا اہتمام وقتاً فوقتاً مولانا مفتی محمودؒ، مولانا فیض احمدؒ، مولانا عبدالبر، محمد قاسم کے پاس رہا، آج کل جامعہ کا اہتمام مولانا محمد یاسین کے پاس ہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اکبر صاحب دامت برکاتہم ہیں۔ گلگشت پڑھے لکھے اور مالدار لوگوں کا علاقہ ہے۔ بڑی بڑی کوٹھیاں، بلڈنگیں اور محل ہیں، کئی ایک تعلیمی

## بقیہ: ...... تبلیغی ودعوتی اسفار

ادارے، ڈسٹرکٹ تعلیمی بورڈ بھی اسی علاقہ میں ہے، قریب ہی بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ہے، یونیورسٹی کے طلبا جو دارالاقامہ میں رہائش نہیں رکھتے وہ گلگشت میں رہائش پذیر ہیں۔ وقتاً فوقتاً جامعہ کی مسجد میں جمعۃ المبارک کے موقع پر حاضری ہوتی رہتی ہے۔ حضرت مولانا محمد اکبر مدظلہ آپ کے فرزند گرامی مولانا فداء الرحمن بہت محبت والے انسان ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی اجازت سے جمعہ ۲۱ نومبر کا خطبہ جامعہ قاسم العلوم میں ہوا۔ جامعہ میں خطاب کے دوران راقم الحروف نے مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا ایک ملفوظ عرض کیا جو پیش خدمت ہے۔ مولانا فرماتے تھے کہ: تین طبقات سے ایک بات کرتا ہوں مسلمان افسروں سے کہتا ہوں کہ اگر خدانخواستہ تمہارا باس قادیانی آجائے اور کہے کہ قادیانیت کا فارم پُر کرو ورنہ تمہاری خفیہ رپورٹ خراب کردوں گا۔ حضرت مولانا فرمایا کرتے تھے: تمہاری ملازمت داؤ پر لگتی ہے لگ جائے لیکن دامن مصطفوی کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہئے۔ فرمایا: علماء کرام سے بھی یہی بات عرض کرتا ہوں: اگر تمہاری مسجد کی انتظامیہ تمہیں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے تعاقب کو بیان کرنے سے روک دے، مسجد کی امامت ترک کردینا لیکن ختم نبوت کے بیان سے پیچھے نہ ہٹنا۔ فرمایا: یہی بات عام مسلمانوں سے بھی کرتا ہوں، مسلمانو! خدانخواستہ کوئی ایسا وقت آجائے کہ تمہیں بیرون ملک ویزا کا لالچ دیا جائے یا نوکری اور چھوکری کی پیشکش کی جائے، کاروبار، زمینداروں کو کھاد، بیج، اسپرے وغیرہ کا لالچ دیا جائے، ان سب چیزوں کو پائے حقارت سے ٹھکرا دینا لیکن دامن مصطفوی کو ہاتھ سے نہ جانے دینا، راقم نے لوگوں سے ہاتھ کھڑا کرا کر وعدہ لیا۔

Regd: SS-160

تحفظ ختم نبوت کا کام شفاعت محمدی کا حصول ہے

مفتی عظمت اللہ

خان محمد

مفتی نظام الدین شامزئی شہید

الحمد للہ سرزمین بنوں پر

فقید المثال عظیم الشان سالانہ تاریخی

# اجتماع ختم نبوت

## بنوں

گستاخ رسول کی سزا

سر تن سے جدا

بمقام: حافظ جی مسجد بالمقابل صدر تھانہ پرانا سبزی منڈی

بتاریخ یکم ربیع الاول 25 دسمبر 2014 جمعرات بوقت صبح 8 بجے تا عصر

زیر صدارت

خان محمد

پیر طریقت، ولی کامل شیخ الحدیث

مولانا **عبد الغفور قریشی**

ٹیکسلا

یادگار اسلاف شاہین ختم نبوت

حضرت مولانا **اللہ وسایا** صاحب

مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

صاحبزادہ قطب الاقطاب مولانا خان محمد

خواجہ مولانا **خلیل احمد**

جانشین خانقاہ سراجیہ کندیاں میانوالی

علامہ بنوری کے منظور نظر

مولانا مفتی **امداد اللہ**

استاد حدیث، ناظم تعلیمات

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

مولانا مفتی **محمد شہاب الدین** صاحب

صوبائی امیر عالمی مجلس ختم نبوت صوبہ خیبر پختونخواہ

خطیب پاکستان مجاہد ختم نبوت

حضرت مولانا **قاضی احسان احمد**

کراچی

مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

مولانا **محمد اسماعیل** شجاع آبادی

مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نوجوان عالم دین

مولانا **عزیز الرحمن ثانی**

ناظم نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نوجوان عالم دین

مولانا **عابد کمال**

آپ سے گزارش ہے کہ آپ بمع احباب اس بابرکت اجتماع میں شرکت فرما کر عشق نبوی ﷺ کا ثبوت دیں۔

شعبہ نشر و اشاعت دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جدید بنگل نزد ٹرنگ قبرستان بنوں

0333-3509970, 0332-8102222

0307-5669378, 0300-9060501